تقویۃ الایمان

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر-۱۹۰۰۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنادیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے' سے انحراف کر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

چیئرمین
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربر شاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

Scanned with OKEN Scanner

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ تبلیغ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا اسلام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاحِ عقیدہ
۱۶۔ نعبانِ محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ رسم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور و غل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفۂ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ مسلکِ اہلِ حدیث کیوں ہوا
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزار فی تحقیق مسائل العزار
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لایصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن الوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حب رسولؐ کے مظاہر
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربر شاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

تقویۃ الایمان

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

Scanned with OKEN Scanner

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خداوندا تیرا ہزار بار شکر ہے کہ تونے ہم پر بے شمار نعمتیں برسائیں ، ھمیں اپنے سچے دین کی رہبری فرمائی ، سیدھی راہ پر چلایا ، موحد بنایا ، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امتی بنایا ، دین کا شوق دیا اور دینداروں کی محبت عطا فرمائی ۔ اے رب ہماری طرف سے اپنے پیارے پیغمبرؐ پر ان کے اہل و عیال پر ان کے صحابہ کرام پر اور ان کے جانشینوں پر اپنی رحمت و سلامتی کی بارش نازل فرما۔ ہمیں بھی ان میں شامل فرما اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور اسلام پر میری موت عطا فرما اور ان کے تابعداروں کی فہرست میں ہمارا بھی نام لکھ لے آمین آمین ثم آمین ۔

امّا بعد ۔ انسان سب اللہ کے بندے ہیں ۔ بندے کا کام بندگی بجا لانا ہے جو بندہ بندگی سے جی چرائے وہ بندہ نہیں گندہ ہے ۔ بندگی کا دارومدار ایمان کی اصلاح پر ہے ۔ اس کی بندگی غیر مقبول ہے جس کے ایمان میں خلل ہے اور جس کا ایمان درست ہے اس کی تھوڑی سی بندگی بھی قابل قدر ہے لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرے اور اصلاح ایمان کو تمام چیزوں پر مقدم رکھے ۔ اس زمانے میں لوگوں نے مختلف راہیں اختیار کر رکھی ہیں بعض باپ دادا کی رسموں پر چلتے ہیں بعض بزرگوں کے طریقوں کو اچھا سمجھتے ہیں ۔ بعض علماء کی خود تراشیدہ باتوں کو بطور سند پیش کرتے ہیں اور بعض عقلی گھوڑے دوڑاتے

Scanned with OKEN Scanner

ہیں اور دینی باتوں میں عقل کو دخل دیتے ہیں۔ بہترین راہ یہی ہے کہ قرآن و حدیث کو معیار بنایا جائے۔ عقل کو نقل میں دخل نہ دیا جائے اور اِن ہی دو چشموں سے روح کو سیراب کیا جائے۔ بزرگوں کی جو بات، علماء کا جو مسئلہ اور برادری کی جو رسم ان کے موافق ہو اس کو مان لیا جائے اور جو خلاف ہو اُس کو چھوڑ دیا جائے۔

یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے، اِس کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے ہم جاہل کس طرح سمجھ سکتے ہیں اور کس طرح اِس کے موافق عمل کر سکتے ہیں عمل کرنا بھی اولیاء اللہ کا کام ہے قطعی بے بنیاد ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی باتیں صاف صاف اور سلجھی ہوئی ہیں:۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۔ (بقرہ)

بلاشبہ ہم نے آپ پر صاف صاف آیتیں اتاری ہیں ان کا انکار فاسق ہی کرتے ہیں۔

یعنی ان کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں نہایت آسان ہے البتہ ان پر عمل کرنا مشکل ہے کیونکہ نفس کو فرماں برداری مشکل معلوم ہوتی ہے، اِسی لئے نافرمان ان کو نہیں مانتے قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے کچھ زیادہ علم کی ضرورت نہیں کیونکہ پیغمبر گنواروں کو راہ بتانے کے لئے، جاہلوں کو سمجھانے کے لئے اور بے علموں کو علم سکھانے ہی کے لئے آئے تھے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۂ جمعہ)

اسی نے ناخواندوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے انہیں (شرک و کفر سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یقیناً پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

یعنی حق تعالےٰ کی یہ بڑی زبردست نعمت ہے کہ اُس نے ایسا رسول مبعوث فرمایا جس نے ناواقفوں کو واقف، ناپاکوں کو پاک، جاہلوں کو عالم، نادانوں کو دانا اور بھٹکے ہوؤں کو راہ یافتہ بنا دیا۔ اس آیت کو سمجھنے کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص یہ

Scanned with OKEN Scanner

کہنے لگے کہ قرآن سمجھنا عالموں کا اور اس پر عمل کرنا بڑے بڑے بزرگوں کا کام ہے تو اس نے اس آیت کو ٹھکرا دیا اور رب کی اس جلیل الشان نعمت کی ناقدری کی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس کو سمجھ کر جاہل عالم اور گمراہ عمل کرکے بزرگ بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک حکیم حاذق موجود ہے اور ایک شخص کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہے۔ ایک شخص اس بیمار سے ازراہِ ہمدردی کہتا ہے کہ تم فلاں حکیم کے پاس جاکر اپنا علاج کرالو لیکن بیمار کہتا ہے کہ اس کے پاس جانا اور اس سے علاج کرانا اُن تندرستوں کا کام ہے جن کی صحت بہت ہی اچھی ہو، میں تو سخت بیمار ہوں بھلا کس طرح جاکر علاج کرا سکتا ہوں۔ کیا تم اس بیمار کو خبطی نہ سمجھو گے کہ نادان حاذق حکیم کی حکمت کو نہیں مانتا۔ کیونکہ حکیم تو بیماروں ہی کے لئے ہوتا ہے۔ جو تندرستوں کا علاج کرے وہ کیسا حکیم؟ مطلب یہ ہے کہ جاہل کو تو قرآن و حدیث کے سمجھنے کی اور سخت گناہ گار کو احکام شرعیہ پر انتہائی سرگرمی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا ہر خاص و عام کا فرض ہے کہ کتاب و سنت ہی کی تحقیق میں لگا رہے۔ انہیں کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ انہیں پر عمل کرے اور انہیں کے سانچوں میں ایمان ڈھالے۔

یاد رکھو ایمان کے دو جز ہیں۔ (۱) خدا کو خدا سمجھنا۔ (۲) رسول کو رسول تسلیم کرنا۔ خدا کو خدا اِس طرح سمجھا جاتا ہے کہ اِس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور رسول کو رسول تسلیم کرنا یہ ہے کہ انہیں کی راہ اختیار کی جائے۔ پہلا حصّہ توحید ہے اور دوسرا حصّہ اتباعِ سنت ہے۔ توحید کی ضد شرک ہے اور سنّت کی ضد بدعت ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ توحید اور اتباعِ سنّت سے چمٹ جائے، انہیں سینے سے لگائے رکھے اور شرک و بدعت سے بچتا رہے۔ شرک و بدعت ہی متاعِ ایمان کے گھُن ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ دوسرے گناہوں سے صرف اعمال میں خلل پیدا ہوتا ہے پھر جو موحد و متبع سنّت ہو، شرک و بدعت سے متنفر ہو اور اُس کے پاس بیٹھنے سے توحید و اتباعِ سنّت کا شوق پیدا ہوتا ہو اُسی کو اُستاد و پیر سمجھنا چاہیئے۔ ہم نے اس رسالہ میں چند آیتیں اور حدیثیں جن میں توحید اور

اتباعِ سنت کا بیان ہے اور شرک و بدعت کی بُرائی ہے جمع کر دی ہیں جن کا ترجمہ شگفتہ اور سلیس اُردو میں کر دیا گیا ہے اور ان پر مختصر نوٹ بھی وضاحت کے لئے دے دیئے گئے ہیں تاکہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکے اور جس کو خدا چاہے سیدھی راہ پر لے آئے۔ خدا کرے ہمارا یہ کام ہماری اُخروی نجات کا سبب بن جائے آمین۔ اس کا نام "تقویتہ الایمان" ہے اس میں دو باب ہیں پہلے باب میں توحید کا بیان اور شرک کی بُرائی ہے اور دوسرے باب میں اتباع سنت کا بیان اور بدعت کی بُرائی ہے۔

توحید کا بیان

عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے۔ توحید نایاب ہے اکثر دعویداران ایمان توحید و شرک کے معنیٰ ہی نہیں سمجھتے۔ مسلمان ہیں مگر شرک میں گرفتار ہیں لہذا پہلے توحید و شرک کے معنیٰ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ قرآن اور حدیث سے ان کی بھلائی اور برائی معلوم ہو سکے۔

عموماً لوگ آڑے وقت پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، شہیدوں کو، فرشتوں کو اور پریوں کو پکارا کرتے ہیں انہیں سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ انہیں کی منّتیں مانتے ہیں۔ مرادیں بر لانے کے لئے انہیں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور بیماریوں سے بچنے کے لئے اپنے بیٹوں کو انہیں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کسی کا نام عبدالنبی کسی کا علی بخش۔ کسی کا حسین بخش۔ کسی کا پیر بخش۔ کسی کا مدار بخش۔ کسی کا سالار بخش۔ کسی کا غلام محی الدین اور کسی کا غلام معین الدین ہے۔ کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بدھی یا کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی پہناتا ہے، کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے، کوئی آڑے وقت کسی کو پکارتا ہے اور کوئی کسی کی قسم کھاتا ہے۔ غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتاؤں سے کرتے

ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء۔ اولیا۔ ائمہ۔ شہدا۔ ملائک اور پریوں سے کرتے ہیں اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے سچ فرمایا:۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔ اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاکر شرک کرتے ہیں۔ (سورۂ یوسف ۱۰۶)

یعنی اکثر دعویداران ایمان شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعوے تو ایمان کا کرتے ہو مگر شرک میں گرفتار رہتے ہو کیوں شرک و ایمان کی متضاد راہوں کو ملا رہے ہو تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کر رہے بلکہ انبیاء اور اولیا سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے عقیدت مند ہیں۔ شرک تو جب ہوتا جب ہم انہیں اللہ کے برابر سمجھتے۔ ہم انہیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے ہیں اللہ نے انہیں قدرت و تصرّف بخشا ہے یہ خدا ہی کی مرضی سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ ان کا پکارنا اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی اللہ ہی سے مدد مانگنی ہے یہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ ان کے ملنے سے خدا مل جاتا ہے اور ان کے پکارنے سے خدا کا تقرب حاصل ہوتا ہے جتنا ہم انہیں مانیں گے اسی نسبت سے ہم اللہ کے نزدیک ہوتے جائینگے۔ بہر حال یہ اور اسی قسم کی واہیات باتیں بنی جاتی ہیں جن کا واحد سبب یہ ہے کہ قرآن و حدیث چھوڑ بیٹھے۔ نقل میں عقل سے کام لیا۔ جھوٹے افسانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور غلط رسموں کو دلیلوں میں پیش کرتے ہیں اگر ان کے پاس قرآن و حدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ پیغمبر اسلام علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک کا ان پر غصّہ نازل ہوا، اور اس نے انہیں جھوٹا بتایا:۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ	اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوج رہے ہیں
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا	جو انہیں نہ نقصان پہونچا سکیں اور نہ نفع، اور کہہ
عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا	رہے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں

يَعۡلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝ (سورۂ یونس)

آپ فرما دیں کہ تم اللہ کو وہ خبر دے رہے ہو جسے وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا وہ اُن کے شریکوں سے پاک و برتر ہے

یعنی مشرک جن چیزوں کے پرستار ہیں وہ بالکل بے بس ہیں۔ ان میں نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ نقصان کی اور ان کا یہ کہنا کہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کریں گے غلط ہے کیونکہ اللہ نے یہ بات بتائی نہیں۔ پھر کیا تم آسمان و زمین کی باتوں کو اللہ سے زیادہ جانتے ہو۔ جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہونگے معلوم ہوا کہ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اور اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انبیاء اور اولیاء کی سفارش بھی خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ آڑے وقت ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہے فرمایا:-

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ فِىۡ مَا هُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (سورۂ زمر)

دیکھو اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے اور جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حمایتی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہم کو مرتبہ میں اللہ کے نزدیک کر دیں یقیناً اللہ ان کے اختلافات میں فیصلہ فرمائے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ جھوٹے اور ناشکرے کی رہبری نہیں فرماتا۔

یعنی حق بات تو یہ تھی کہ اللہ انسان سے بہت ہی قریب ہے لیکن اس کو چھوڑ کر یہ بات تراشی کہ بت ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے اور ان کو اپنا حمایتی سمجھا اور اللہ کی اس نعمت کو کہ وہ براہ راست سب کی سنتا ہے اور سب کی اُمیدیں بر لاتا ہے ٹھکرا دیا اور غیروں سے دعائیں کرنے لگے کہ وہ ان کی امیدیں بر لائیں اور پھر طرہ یہ کہ غلط اور نامعقول راہ سے اللہ کا قرب بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ بھلا ان احسان فراموشوں اور

جھوٹوں کو کیسے ہدایت ہوسکتی ہے۔ یہ تو اس ٹیڑھی راہ پر جس قدر چلیں گے اسی قدر سیدھی راہ سے دُور ہوتے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی غیروں کو یہ سمجھ کر پُوجے کہ اِن کے پُوجنے سے خدا کی نزدیکی مل جائے گی وہ مشرک، جھوٹا اور خدا کی نعمت کو ٹھکرا دینے والا ہے۔ فرمایا:-

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○

(سورۃ مؤمنون)

آپ فرما دیں کہ ایسا شخص کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا تصرف و اختیار ہے اور وہ پناہ دینے والا بھی ہو اور اس کے مقابلے پر کوئی اور پناہ بھی نہ دے سکے بشرطیکہ تمہارے پاس علم ہو وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہے آپ فرما دیں کہ پھر تم کیوں دیوانے بنے جاتے ہو۔

یعنی اگر مشرکوں سے بھی پوچھا جائے کہ کائناتِ عالم میں کس کا تصرف و اختیار ہے جس کے مقابلے پر کوئی ٹھہر نہ ہو سکے تو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے پھر غیروں کا ماننا دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ نے کسی کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں عہدِ رسالت کے مشرک بھی بتوں کو خدا کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ انہیں اسی کے بندے اور مخلوق سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اِن میں خدائی طاقتیں نہیں ہیں مگر انہیں پکارنا، ان کی منتیں ماننا، اِن پر بھینٹ چڑھانا اور انہیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کرے گو اس کو بندہ اور مخلوق ہی سمجھتا ہو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ شرک یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیز اللہ پاک نے اپنی ذاتِ والاصفات کے لئے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجالایا جائے مثلاً سجدہ، خدا کے نام کی قربانی، منت، آڑے وقت پکارنا، خدا کو حاضر و ناظر سمجھنا، قدرت و تصرف وغیرہ۔ سجدہ خدا ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے، قربانی اسی کے لئے کی جاتی

ہے، منت اسی کی مانی جاتی ہے، آڑے وقت اسی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور ہر طرح کا تصرف و اختیار اسی کے قبضے میں ہے، اگر ان میں سے کوئی بات غیر اللہ میں ثابت کی جائے تو شرک ہے گو اس کو خدا سے چھوٹا ہی سمجھا جائے اور خدا کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے پھر اس معاملہ میں نبی، ولی، جن، شیطان، بھوت، پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے گا شرک ہوگا اور کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ پاک نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے البتہ انبیاء اور اولیاء سے ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے۔ فرمایا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ ۳۱)

انھوں نے اپنے علماء کو اور درویشوں کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں ایک ہی اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو مشرکوں کے شرک سے پاک اور بلند و برتر ہے۔

یعنی اللہ کو تو سب سے بڑا مالک جانتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالکوں کے بھی قائل ہیں جو ان کے مولوی اور درویش ہیں انہیں اس بات کا حکم نہیں علاوہ شرک کر رہے ہیں۔ اللہ پاک تو تنِ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں جیسا کہ فرمایا:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ (سورۂ مریم)

آسمان و زمین کا ایک ایک شخص رحمٰن کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آنے والا ہے۔ رب نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سارے خدا کے سامنے فرداً فرداً آنے والے ہیں۔

یعنی انسان ہو یا فرشتہ خدا کا غلام ہے۔ خدا کے سامنے اس کا اس سے بڑا رتبہ نہیں یہ خدا کے قبضے میں ہے اور عاجز و بے بس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں،

Scanned with OKEN Scanner

سب کچھ مالک الملک کے اختیار میں ہے۔ خدا سب پر قابض و متصرف ہے۔ کسی کو کسی کے قبضے میں نہیں دیتا۔ اُس کے سامنے حساب و کتاب کے لئے ہر شخص حاضر ہونے والا ہے۔ وہاں نہ کوئی کسی کا وکیل بنے گا اور نہ حمایتی۔ قرآنِ پاک میں اِن مضامین کے سلسلے میں سینکڑوں آیتیں ہیں لیکن ہم نے نمونے کے طور پر چند آیتیں لکھ دی ہیں جس شخص نے انہیں سمجھ لیا وہ انشاء اللہ شرک سے بیزار اور توحید کا پرستار بن جائے گا۔

اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اللہ پاک نے کون کون سی چیزیں اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمائی ہیں تاکہ ان میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ ایسی چیزیں بیشمار ہیں ہم یہاں چند چیزوں کو بیان کر کے قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے تاکہ لوگ اُن کی مدد سے دوسری باتیں بھی سمجھ لیں۔

(۱) پہلی چیز یہ ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہیں لئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت خبردار ہے۔ خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب۔ سامنے ہو یا پیچھے۔ چھپی ہوئی ہو یا کھلی ہوئی۔ آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تہ میں۔ اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے کسی غیر اللہ کا نام لے یا دُور و نزدیک سے اُسے پکارے کہ وہ اس کی مصیبت رفع کر دے یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے یا اُس کے نام کا ختم پڑھا جائے یا اس کے نام کا وِرد رکھے یا اس کی خیالی صورت ذہن میں جمائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں اس کا تصوّر آتا ہے یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہوں تو اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ اور مجھ پر جو حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و صحت، فراخی و تنگی، موت و زیست اور غم و مسرت اُس کو ان سب کی ہر وقت خبر رہتی ہے۔ جو بات میری زبان سے نکلتی ہے وہ اُسے سُن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات اور تصوّرات سے واقف رہتا ہے۔ ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ

شرک فی العلم ہے یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا۔ بلا شبہ اس عقیدے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے گو یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان سے رکھے یا مقرب سے مقرب فرشتے سے اگرچہ اُن کا یہ علم ذاتی سمجھا جائے یا خدا کا عطا کیا ہوا ہر صورت میں شرکیہ عقیدہ ہے۔

(۲) کائنات میں ارادے سے تصرف و اختیار کرنا، حکم چلانا، خواہش سے مارنا جلانا، فراخی و تنگی، تندرستی و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، مرادیں برلانا، بلائیں ٹالنی، نازک دَور میں دستگیری کرنا اور وقت پڑنے پر مدد کرنا خدا ہی کی شان ہے کسی غیر اللہ کی یہ شان نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو۔ پھر جو شخص کسی غیر اللہ میں ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے اور اسی غرض سے اس کے نام کی منّت مانے یا قربانی کرے اور آڑے وقت اس کو پکارے کہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے ایسا شخص مشرک ہے اور اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا سا تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے خواہ وہ ذاتی مانا جائے یا خدا کا دیا ہوا ہر صورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی عبادت کے لئے مخصوص فرما دیئے ہیں جن کو عبادات کہا جاتا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، خدا کے نام پر خیرات کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لئے دُور دور سے سفر کر کے آنا اور ایسی ہیئت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں۔ راستے میں خدا کا ہی کا نام پکارنا، نامعقول باتوں سے اور شکار سے بچنا، پوری احتیاط سے جاکر اس کے گھر کا طواف کرنا، اس کی طرف سجدہ کرنا، اس کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منّتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کرنا، حجرِ اسود کو چُومنا، کعبہ کی دیوار سے منہ ملنا اور چھاتی لگانا، اس کا غلاف پکڑ کر دعائیں مانگنا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا جھاڑو دینا روشنی کرنا فرش بچھانا حاجیوں کو پانی پلانا وضو کے لئے لوٹے

غسل کے لئے پانی مہیا کرنا۔ آبِ زمزم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا۔ کو کھیں تان کر پینا۔ آپس میں تقسیم کرنا۔ عزیز و اقارب کے لئے لے جانا۔ اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب و احترام کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا۔ گھاس نہ اکھاڑنا۔ جانور نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے مسلمانوں کو بتائے ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص نبی کو یا ولی کو یا بھوت و پریت کو یا جن و پری کو یا کسی سچی یا جھوٹی قبر کو، یا کسی کے تھان و چلے کو یا کسی کے مکان و نشان کو یا کسی کے تبرک و تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے لئے روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے یا چڑھاوا چڑھائے یا ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے یا جاتے وقت اُلٹے پاؤں چلے یا قبر کو چومے یا قبروں یا تھانوں کی زیارت کے لئے دور سے سفر کر کے جائے یا وہاں چراغ جلائے اور روشنی کا انتظام کرے یا ان کی دیواروں پر غلاف چڑھائے یا قبر پر چادر چڑھائے یا مور چھل جھلے یا شامیانہ تانے یا ان کی چوکھٹ کا بوسہ لے یا ہاتھ باندھ کر دعائیں مانگے یا مرادیں مانگے یا مجاور بن کر خدمت کرے یا اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرے غرضکہ اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس نے کھلا شرک کیا اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ کی سی کرنا خواہ یہ عقیدہ ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے ان تعظیموں کے لائق ہے یا خدا ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

(۴) حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالائیں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے وقت پڑنے پر اللہ کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لئے اسی کا نام لینا۔ اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکریے کے لئے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ اولاد کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، خدا بخش، اللہ دیا امۃ اللہ اور اللہ دی وغیرہ رکھنا۔ کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا۔ پھلوں میں سے کچھ پھل اس کے نام کے نکالنا۔ جانوروں میں سے کچھ

جانور اللہ کے نام کے مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لے جائے جائیں ان کا ادب و احترام بجالانا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ انہیں لادنا۔ کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں خدا کے حکم پر چلنا۔ جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے انہیں استعمال کرنا اور جن کی ممانعت ہے ان سے باز رہنا۔ دنیا میں گرانی و ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار اور رنج و مسرت، جو کچھ بھی پیش آتی ہے سب کو خدا کے اختیار میں سمجھنا۔ ہر کام کا ارادہ کرتے وقت انشاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ انشاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے۔ خدا کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ۔ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسی کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی دیگر باتیں اللہ پاک نے اپنی تعظیم ہی کے واسطے مقرر فرمائی ہیں پھر جو کوئی اسی قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگڑ رہا ہو اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کے لئے غیر اللہ کی نذر مان لی جائے۔ اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھا جائے۔ کھیت و باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے۔ جب پھل تیار ہو کر آئیں تو پہلے ان کا حصہ الگ کر دیا جائے تب اسے استعمال میں لایا جائے۔ جانوروں میں اس کے نام کے جانور مقرر کر دیئے جائیں پھر ان کا ادب و احترام بجالایا جائے۔ پانی سے یا چارے سے انہیں نہ ہٹایا جائے لکڑی سے یا پتھر سے انہیں نہ مارا جائے اور کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں رسموں کا خیال رکھا جائے کہ فلاں فلاں لوگ فلاں فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں فلاں کپڑا نہ پہنیں۔ بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں، لونڈی نہ کھائے اور شوہر والی عورت نہ کھائے شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے، دنیا کی بھلائی برائی کو انھیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے پاگل ہو گیا ہے۔ فلاں محتاج ہے انہیں کا راندہ ہوا تو ہے اور دیکھو فلاں کو انہوں نے نوازا تھا آج سعادت و اقبال اس کے پاؤں چوم رہے ہیں۔ فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا۔ فلاں کام فلاں ساعت

میں فلاں دن شروع کیا گیا تھا آخر کار پورا نہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ اگر اللہ اور رسول چاہیگا تو میں آؤں گا یا پیر صاحب کی مرضی ہوگی تو ہوگی، یا گفتگو میں داتا، بے پروا، خداوند خدائیگان، مالک الملک، شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی کی یا علی کی یا امام و پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھائی جائے اِن تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں یعنی عادت کے کاموں میں اللہ کی سی غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔ شرک کی اِن چاروں قسموں کا قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان آیا ہے لہٰذا اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

شرک کی بُرائی۔ توحید کی خوبیاں

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ۔ (نساء ۱۱۵)

یاد رکھو اللہ پاک اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جسے چاہے معاف فرمادے اور جس نے شرک کیا وہ راہ سے بہت دُور بھٹک گیا۔

یعنی اللہ کی راہ سے بھٹکنا یہ بھی ہے کہ انسان حلال و حرام میں تمیز نہ کرے چوری کرے بیکاری میں مبتلا رہے۔ نماز روزہ چھوڑ بیٹھے۔ بیوی بچّوں کی حق تلفی کرنے لگے۔ ماں باپ کی نافرمانی پر تُلا رہے لیکن جو شرک کی دلدل میں پھنس گیا وہ راہ سے زیادہ بھٹک گیا کیونکہ وہ ایک ایسے گناہ میں مبتلا ہوگیا جس کو حق تعالیٰ بِلا توبہ کبھی نہ معاف فرمائے گا شاید اور تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ بلا توبہ معاف بھی فرمادے۔ معلوم ہوا کہ شرک ناقابلِ عفو جُرم ہے اس کی سزا قطعی مل کر رہے گی اگر انتہائی درجہ کا شرک ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا ابدی جہنم ہے نہ اس سے نکالا جائے گا اور نہ اس میں اسے چین و آرام میسر آئے گا اور جو کم درجے کے شرک ہیں ان کی سزا حق تعالیٰ کے یہاں جو مقرر ہے وہ ضرور ملے گی اور دیگر گناہوں کی حق تعالیٰ کے یہاں جو سزا ہے

مقرر ہیں وہ اللہ کی مرضی پر ہیں خواہ دے یا نہ دے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ اس کو اس مثال سے سمجھو۔ مثلاً بادشاہ کے یہاں رعیت کے لئے ہر قسم کے جرم کی سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً چوری، ڈکیتی، پہرہ دیتے دیتے سو جانا، دربار میں دیر سے پہنچنا، میدانِ جنگ سے بھاگ آنا، اور سرکار کے پیسے پہونچانے میں غلطی کر بیٹھنا وغیرہ وغیرہ۔ اِن سب جرموں کی سزائیں مقرر ہیں اب بادشاہ کی مرضی ہے چاہے تو سزا دے اور چاہے معاف کر دے لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے بغاوت نکلتی ہے مثلاً کسی امیر کو، وزیر کو یا چودھری کو یا رئیس کو یا بھنگی کو یا چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بنا دیا جائے تو اِس قسم کی حرکت بغاوت ہے یا ان میں سے کسی کے واسطے تاج یا تختِ شاہی بنایا جائے، یا اسے ظِلِ سبحانی کہا جائے یا اس کے سامنے شاہانہ آداب بجالائے جائیں یا اس کے لئے ایک جشن کا دن ٹھہرایا جائے اور بادشاہ کی سی نذر دی جائے یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے اس جرم کی سزا یقیناً ملنی چاہیئے جو بادشاہ اس قسم کے جرائم کی سزاؤں سے غفلت برتتا ہے اس کی سلطنت میں کمی ہے اربابِ دانش اس قسم کے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں۔ لوگو اُس مالک الملک غیرت مند شہنشاہ سے ڈر جاؤ جس کی طاقت کا حد و شمار نہیں اور اعلیٰ درجے کا غیرت والا ہے بھلا وہ مشرکوں کو کیوں سزا نہ دے گا اور بلا سزا انہیں کیونکر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے، اور انہیں شرک جیسی خطرناک آفت سے محفوظ رکھے آمین

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔ (لقمان ۱۳)	جب لقمان نے نصیحت کرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا بیٹا اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔

یعنی اللہ پاک نے حضرت لقمان کو بصیرت عطا فرمائی تھی انہوں نے عقل سے معلوم کیا کہ کسی کا حق کسی کو دے دینا بڑی بے انصافی ہے پھر جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا اس نے بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل شخص کو دے دیا کیونکہ خدا سب سے بڑا ہے اور خدا کے مقابلے میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیت

ہے جیسے کوئی تاج شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا بے انصافی ہوگی ۔ یقین مانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے معلوم ہوا کہ جس طرح شریعت نے شرک کو بڑا بھاری گناہ بتایا اسی طرح عقل بھی اس کو بڑا گناہ مانتی ہے شرک تمام عیبوں سے بڑا عیب ہے سچی بات یہی ہے کیونکہ انسان میں سب سے بڑا عیب یہی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے ۔ پھر اللہ سے بڑھ کر بڑا کون ہو سکتا ہے اور شرک اس کی شان میں بے ادبی ہے ۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۔ (انبیاء ۲۵)

آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہم نے اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو ۔

یعنی تمام پیغمبر خدا کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ ہی کو مانا جائے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانا جائے ۔ معلوم ہوا کہ توحید کا حکم اور شرک سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے اس لئے صرف یہی راہِ نجات ہے باقی تمام راہیں غلط اور ٹیڑھی ہیں ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیْ غَيْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَاَنَا مِنْهُ بَرِیْٓءٌ ۔ (مسلم مشکوٰۃ ۔ باب الریا)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا میں ساجھیوں میں سب سے زیادہ ساجھے سے بے پرواہ ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھے کو چھوڑ دیتا ہوں اور میں اس سے بیزار ہو جاتا ہوں ۔

یعنی میں لوگوں کی طرح مشترکہ چیز نہیں بانٹتا میں بے پرواہ ہوں جس نے میرے لئے عمل کیا اور اس میں غیر کو بھی شریک کر لیا تو میں اپنا حصّہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارا عمل دوسرے ہی کے لئے چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں ۔ معلوم ہوا

کہ جو شخص اللہ کے واسطے کوئی عمل کرے اور وہی عمل کسی غیر اللہ کے واسطے کرے تو اس نے شرک کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی عبادت جو اللہ کے لئے کی جائے ناقابلِ قبول ہے بلکہ حق تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ أَوْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

(سورۃ اعراف)

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے اقرار کروایا (یعنی ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ کہنے لگے کیوں نہیں! ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے) یہ ہم نے اقرار اس لئے لیا کہ کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے (جو ان کے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہلِ باطل کرتے رہے اس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ آدَمَ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا

ابی بن کعب نے اس آیت (کہ جب آپ کے رب نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تھا) کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ پاک نے اولادِ آدم کو جمع فرمایا پھر انہیں جوڑا جوڑا لگایا پھر ان کی صورتیں بنائیں پھر انہیں قوتِ گویائی بخشی آخرکار وہ بولنے لگے پھر ان سے عہد و پیمان لیا اور انہیں ان کے نفسوں پر گواہ بنا کر فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے جواب دیا کہ بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ فرمایا میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم بے خبر تھے یقین مانو کہ نہ میرے

اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا اِنِّيْ سَاُرْسِلُ عَلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَ مِيْثَاقِيْ وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ۔

(مسند احمد، مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر)

سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب ہے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجتا رہوں گا جو تمہیں میرا یہ عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا سب نے جواب دیا کہ ہم اقرار کر چکے ہیں کہ آپ ہمارے رب اور معبود ہیں۔ آپ کے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ آپ کے علاوہ کوئی ہمارا معبود ہے۔

حضرت ابی بن کعب نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ پاک نے تمام اولاد آدم کو ایک جگہ جمع فرمایا پھر ان کے جوڑے جوڑے لگائے۔ مثلاً پیغمبروں کو، اولیاء کو، شہیدوں کو، نیک لوگوں کو، فرمانبرداروں کو، نافرمانوں کو سب کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ اسی طرح یہودیوں کو، عیسائیوں کو، مشرکوں کو اور ہر ایک دین والے کو جدا جدا کیا۔ پھر جس کسی کو دنیا میں جو صورت دینی تھی اسی صورت میں اسے وہاں ظاہر فرمایا۔ کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت، کسی کو بینا کسی کو نابینا، کسی کو ناطق کسی کو گونگا اور کسی کو لنگڑا۔ پھر انہیں قوتِ گویائی بخشی اور ان سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ آخر سب نے رب ہونے کا اقرار کیا پھر ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم اور مالک نہ سمجھنا اور میرے سوا کسی کو معبود نہ ماننا آخر سب نے عہد و پیمان کیا، حق تعالیٰ نے آدم، ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو گواہ بنایا اور فرمایا کہ تمہارے اس اقرار کو یاد دلانے کے لئے پیغمبر آئیں گے اور اپنے ساتھ آسمانی کتابیں لائیں گے۔ روزِ ازل ہر شخص تنہا تنہا توحید کا اقرار اور شرک سے انکار کر آیا ہے لہٰذا شرک میں کسی کو بطور نظیر کے نہ پیش کیا جائے نہ پیر و فقیر کو نہ شیخ کو نہ باپ دادا کو نہ بادشاہ کو نہ مولوی کو اور نہ کسی بزرگ کو۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں اگر ہمیں وہ اقرار یاد نہیں رہا اب اگر ہم شرک کریں تو ہماری پکڑ نہ ہوگی کیوں کہ بھول میں پکڑ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں لیکن معتبر اشخاص کے یاد دلانے پر یقین آجاتا ہے۔ مثلاً کسی کو اپنی تاریخ ولادت

یاد نہیں پھر لوگوں سے سن کر یقین سے کہتا ہے کہ میری تاریخ ولادت فلاں سن فلاں دن اور فلاں ساعت ہے لوگوں سے سُن کر ہی ماں باپ کو پہچانتا ہے کسی اور کو ماں نہیں سمجھتا اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہیں کرے اور کسی اور کو ماں بتادے تو دنیا اس پر تھوکے گی اور اگر وہ یہ جواب دے کہ بھلے آدمیوں مجھے تو اپنا پیدا ہونا یاد نہیں کر ہیں اس کو ماں سمجھوں تم بلا وجہ مجھے بُرا کہہ رہے ہو تو لوگ پرلے درجے کا بے وقوف اور بڑا ہی بے ادب سمجھیں گے معلوم ہوا کہ جب عوام کے کہنے سے انسان کو بہت سی باتوں کا یقین ہو جاتا ہے تو نبیوں کی تو شان ہی بڑی ہے اِن کے بتانے سے کس طرح یقین نہیں آسکتا۔ معلوم ہوا کہ توحید اختیار کرنے کی اور شرک سے بچنے کی عالم ارواح میں سب کو فرداً فرداً تاکید کر دی گئی ہے۔ تمام پیغمبرؑ اسی کو یاد دلانے اور اسی کو زندہ کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمان عالی شان اور ایک سو چار الہامی کتابوں کا مرکزی علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ خبردار توحید میں خلل نہ آنے دو اور شرک کے پاس بھی نہ پھٹکو اللہ کے سوا کسی کو حاکم و متصرف نہ سمجھو۔ نہ غیر اللہ کو مالک مانو کہ اس سے اپنی مرادیں مانگو اور اس کے پاس اپنی مرادیں لے آؤ۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ۔

(مسند احمد۔ مشکوٰۃ باب الکبائر)

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر خواہ تجھے مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔

یعنی اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود نہ تسلیم کر اور اس بات کا اندیشہ نہ کر کوئی جن یا شیطان تجھے ستائے گا جس طرح مسلمانوں کو ظاہری مصائب پر صبر کرنا چاہیئے اور اِن کے ڈر سے اپنا ایمان نہ بگاڑنا چاہیئے اسی طرح باطنی تکلیفوں پر بھی (جن، بھوت وغیرہ کی ایذاؤں پر بھی) صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اِن سے ڈر کر اپنے ایمان کو نہ بگاڑنا چاہیئے یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ در حقیقت ہر چیز خواہ تکلیف ہو یا آرام اللہ کے اختیار میں ہے۔ خدا کبھی کبھی ایمان والوں کی آزمائش فرماتا ہے۔ مؤمن کو بقدرِ ایمان آزمایا جاتا ہے کبھی

بُروں کے ہاتھوں سے نیکوں کو تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں تاکہ مخلصوں اور منافقوں میں تمیز ہو جائے لہٰذا جس طرح بظاہر پارساؤں کو نافرمانوں سے اور مسلمانوں کو کافروں سے اللہ کے ارادے سے تکلیفیں پہونچ جاتی ہیں اور وہ صبر ہی سے کام لیتے ہیں۔ تکلیفوں سے گھبرا کر ایمان نہیں بگاڑتے۔ اسی طرح کبھی کبھی نیک لوگوں کو جنوں اور شیطانوں سے اللہ کے ارادے سے تکلیف پہونچ جاتی ہے، لہٰذا اس پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے اور تکلیف کے اندیشے سے انہیں ہرگز ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے متنفر ہو کر غیر اللہ کو چھوڑ دے ان کی نذر و نیاز کی مذمت کرے اور غلط رسموں کو مٹائے پھر اس راہ میں اس کو کچھ مالی یا جانی نقصان پہونچ جائے یا کوئی شیطان اسے کسی پیر و شہید کے نام سے ستانے لگے تو وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ پاک میرا ایمان آزما رہا ہے اس لئے اسے خندہ پیشانی سے سہہ لینا چاہیئے اور ایمان پر قائم رہنا چاہیئے۔ یاد رکھو جس طرح اللہ پاک ظالموں کو ڈھیل دے کر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے پنجۂ استبداد سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی وقت آنے پر پکڑ لے گا اور پرستارانِ توحید کو ان کے ظلم سے نجات بخشے گا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَكَ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ باب الکبائر)

ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے فرمایا کہ تو کسی کو اللہ جیسا سمجھ کر پکارے حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔

یعنی جس طرح اللہ کو (یعنی اس کے علم کو) حاضر و ناظر سمجھا جاتا ہے اور کائنات کا تصرف اسی کے قبضے میں بتایا جاتا ہے اسی وجہ سے ہر مشکل کے وقت اسے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کو اسی صفت سے متصف مان کر پکارنا سب سے بڑا گناہ ہے اس لئے کہ کسی میں بھی حاجت برلانے کی اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہنے کی صلاحیت نہیں علاوہ ازیں جب ہمارا خالق اللہ ہے تو ہمیں اپنے تمام مشکل اوقات میں اسی کو پکارنا لائق ہے کسی اور سے ہمیں کیا واسطہ جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہو گیا تو وہ اپنی

ہر ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا اسے دوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ کسی بھنگی، چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے اور یہاں تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو خدا کے مقابلے کا ہو پھر دوسرے کے پاس ضرورت کو۔ لے جانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم کے بیٹے اگر تو مجھ سے دنیا بھر کے گناہ ساتھ لے کر ملے مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں دنیا بھر کی بخشش تجھ سے لے کر ملوں گا۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب الاستغفار)

یعنی دنیا میں بڑے بڑے گنہ گار لوگ گزرے ہیں جن میں فرعون و ہامان وغیرہ تھے اور شیطان بھی اس دنیا میں ہے ان تمام گنہ گاروں سے دنیا میں جس قدر گناہ ہوتے اور قیامت تک ہوں گے اگر بفرضِ محال ایک شخص کر گزرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جس قدر اس کے گناہ ہیں اسی قدر خدا کی بخشش اس پر نازل ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جس طرح شرک کی نحوست سے سارے اچھے عمل غارت کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب انسان شرک سے ہر طرح پاک و صاف ہوگا اور اس کا یہ عقیدہ ہوگا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں۔ اس کی حکومت سے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں۔ خدا کے نافرمان کو کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ خدا کے سامنے سب بے بس ہیں۔ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس کے سامنے کسی کی حمایت کام نہیں آتی۔ اور کوئی کسی کی سفارش اس کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے گا۔ اِن عقائد کے بعد اس سے جس قدر گناہ سرزد ہوں گے بتقاضائے بشریت ہوں گے یا بھول چوک کر پھر ان گناہوں کے بوجھ میں وہ دبا جا رہا ہوگا اور سخت بیزار ہوگا ندامت کے مارے سر نہ اٹھا سکے گا بلا شبہ ایسے شخص پر رحمتِ خداوندی کا نزول ہوتا ہے جیسے جیسے یہ گناہ بڑھتے جائیں گے ویسے

Scanned with OKEN Scanner

ویسے اس کی ندامت کی کیفیت بڑھتی جائے گی اور جوں جوں یہ کیفیت بڑھے گی خدا کی رحمت بڑھتی جائے گی یہ نکتہ یاد رکھو کہ جو توحید میں پکا ہے اس کا گناہ بھی وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کی عبادت نہیں کرتی۔ ایک فاسق موحد متقی مشرک سے ہزار درجے اچھا ہے جیسے ایک مجرم رعیتی باغی خوشامدی سے ہزار درجے اچھا ہے کیونکہ پہلا اپنے قصور پر نادِم ہے اور دوسرا مغرور۔

الفصلُ الثانی

شرکُ فی العِلم کی تردید

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ انعام ۵۹)

اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں وہی جانتا ہے اور جو کچھ زمین، خشکی اور تری میں ہے اسے بھی جانتا ہے۔ جو بھی پتہ گرتا ہے اسے بھی جانتا ہے زمین کے نیچے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو۔

یعنی جس طرح اللہ پاک نے انسان کو ظاہری چیزیں معلوم کرنے کی کچھ مشینیں دے دی ہیں مثلاً دیکھنے کو آنکھ، سننے کو کان، سونگھنے کو ناک، چکھنے کو زبان، ٹٹولنے کو ہاتھ اور سمجھنے کو عقل بخشی ہے پھر یہ مشینیں انسان کے قبضہ و اختیار میں دے دی ہیں کہ ادھر اس نے ارادہ کیا اُدھر اس نے کام کر دیا مثلاً آنکھ سے دیکھنا چاہا آنکھ کھول دی نہ چاہا بند کر لی۔ اسی پر ہر ایک عضو کو قیاس کر لو گویا انسان کو ظاہری چیزوں کے معلوم کرنے کی کنجیاں دے دی ہیں جیسے کنجی والے ہی کے اختیار میں تالے کو کھولنا یا نہ کھولنا ہے اسی طرح ظاہری چیزوں کا معلوم کرنا انسان کے اختیار میں ہے چاہے معلوم کرے یا نہ کرے لیکن غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے اس کی کنجیاں حق تعالے

نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان کو اور مقرب ترین فرشتے کو بھی غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے غیب معلوم کرلیں اور جب چاہیں نہ کریں بلکہ اللہ پاک اپنی مرضی سے کبھی کسی کو غیب کی جس قدر بات بتانا چاہتا ہے بتا دیتا ہے یہ غیب کا بتا دینا اللہ کے ارادے پر موقوف ہے کسی کی خواہش پر نہیں۔ رسول اللہ صلعم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی مگر وہ بات آپ کو معلوم نہ ہو سکی پھر جب ارادۂ الٰہی ہوا فوراً بتا دی گئی عہدِ رسالت میں منافقوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگایا اس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے کئی دنوں تک معاملہ کی کُرید کی مگر کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ پھر جب حق تعالیٰ نے چاہا تو وحی بھیج کر بتا دیا کہ منافق کذاب ہیں صدیقہ پاک دامن ہیں۔ اب ایک مسلمان موحد کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ نے غیب کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہی پاس رکھی ہیں ان خزانوں کا کسی کو خزانچی نہیں بنایا وہ خود اپنے ہاتھ سے قفل کھول کر جس کو جس قدر چاہے دیدے اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ جو یہ دعوےٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں اور ماضی و مُستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور خدائی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اگر کسی نبی کو یا ولی کو یا جن کو یا فرشتے کو یا امام کو یا امام کے بیٹے کو یا پیر کو یا شہید کو یا نجومی، رمّال، جفار کو یا فال کھولنے والے کو یا پنڈت کو یا بھوت و پریت کو یا پریوں کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہوتا ہے اور اس آیت کا انکار کرتا ہے اگر اتفاق سے کسی نجومی وغیرہ کی بات صحیح بھی ہو جائے تو اس سے ان کی غیب دانی کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ زیادہ تر ان کی باتیں غلط ہی ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے بس کی بات نہیں۔ اٹکل کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی ہو جاتی ہے۔ کہانت، استخارہ، کشف اور قرآنِ پاک سے فال لینے کا بھی یہی حال ہے لیکن وحی کبھی غلط نہیں ہوتی اور وہ ان کے قابو میں نہیں، اللہ پاک اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے بتا دیتا ہے۔ اِن کی خواہش پر وحی کا دارومدار نہیں۔

قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔ (نمل ۶۵)

آپ فرمادیں کہ آسمان وزمین میں جتنے لوگ ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے انہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

یعنی غیب کو جاننا کسی کے بس کی بات نہیں خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان یا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ قیامت آئے گی لیکن یہ کسی کو خبر نہیں کہ کب آئے گی۔ اگر ہر چیز کا معلوم کرنا ان کے بس میں ہوتا تو قیامت کے آنے کی تاریخ بھی معلوم کر لیتے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (لقمان ۳۴)

بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی مینہ برساتا ہے وہی پیٹ کے بچے کو جانتا ہے کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا کمائے گا اور نہ یہ معلوم کہ کہاں مرے گا۔ یاد رکھو اللہ خوب جاننے والا اور بڑا باخبر دار ہے۔

یعنی غیب کی باتوں کی خبر اللہ ہی کو ہے اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں چنانچہ قیامت کی خبر بھی جس کا آنا عوام میں مشہور ہے اور یقینی ہے کسی کو نہیں معلوم کہ کب آئے گی پھر اور چیزوں کا تو کیا کہنا مثلاً فتح و شکست کا، صحت و مرض کا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا کسی کو بھی علم نہیں۔ یہ باتیں نہ تو قیامت کی طرح مشہور ہیں اور نہ یقینی ہیں اسی طرح بارش کی کسی کو خبر نہیں کہ کب ہوگی حالانکہ اس کا موسم بھی مقرر ہے اور اکثر موسم میں بارش ہوتی بھی ہے۔ اکثر لوگوں کو اس کی خواہش بھی رہتی ہے اگر اس کا وقت کسی طرح معلوم ہو سکتا تو کسی نہ کسی کو ضرور معلوم ہو جاتا۔ پھر جو بے موسم کی چیزیں ہیں اور تمام لوگوں کی خواہش ان سے وابستہ بھی نہیں مثلاً کسی شخص کی موت وحیات یا اولاد کا ہونا یا نہ ہونا یا مالدار و نادار ہونا یا فتح و شکست کا ہونا۔ ان چیزوں کی بھلا کسی کو کیسے خبر ہو سکتی ہے۔ پیٹ کے بچے کو بھی کوئی نہیں جانتا کہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ، نر ہے یا مادہ، کامل ہے یا ناقص، ادھورا ہے یا پورا، اور خوبصورت ہے یا

بدصورت، حالانکہ حکماء ان تمام باتوں کے اسباب بتلاتے ہیں لیکن خصوصیت سے کسی کا حال معلوم نہیں، پھر انسان کے اندرونی حالات بھلا کوئی کیسے معلوم کر سکتا ہے مثلاً خیالات، ارادے، نیتیں اور ایمان و نفاق کا حال۔ جب کوئی یہ نہیں جانتا کہ کل کیا کروں گا تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے اور انسان جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو پھر بھلا مرنے کا دن یا وقت کیسے جان سکتا ہے۔ بہرحال اللہ کے سوا کوئی آئندہ کی باتیں اپنے اختیار سے نہیں جانتا۔ معلوم ہوا کہ غیب دانی کا دعوے کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔ کشف، کہانت، استخارہ، رمل، نجوم، جفر، فالیں سب جھوٹی اور مکر ہیں اور شیطانی جال ہیں۔ مسلمانوں کو ان میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص غیب دانی کا دعوے نہ کرے اور غیب کی بات معلوم کرنے کے اختیار کا بھی دعوے نہ کرے اور یہ دعوے کرے کہ حق تعالیٰ نے جو بات مجھے بتائی ہے وہ میرے اختیار میں نہ تھی کہ جب چاہتا معلوم کر لیتا تو اس میں دونوں امکان ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ سچا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جھوٹا ہو۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (احقاف ۵)	اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکار رہا ہے جو قیامت تک بھی اس کی بات کا جواب نہ دے سکیں گے بلکہ وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں۔

یعنی مشرک پرلے درجے کے بے وقوف ہیں کہ خدا جیسے قدرت و علم والے کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں جو نہ تو ان کی پکار کو سنتے ہیں اور نہ کسی بات کی ان میں قدرت و سکت ہے اگر یہ قیامت تک بھی پکارتے رہیں تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور انہیں پکار کر صرف یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت آپ دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری کر دے یہ بھی شرک ہے گو وہ اس وجہ سے اس کو شرک نہ سمجھتے ہوں کہ حاجت برآری کی دعا تو خدا ہی سے کی گئی ہے کیونکہ پکارنے کی وجہ سے اس میں شرک آیا کہ ان کے بارے میں یہ اعتقاد

دکھایا گیا کہ وہ دور سے اور قریب سے برابر سنتے ہیں حالانکہ یہ خدائی شان ہے اور اس آیت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اِن کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہی نہیں گو وہ قیامت تک چیختا رہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (احقاف ۵)

آپ فرمادیں کہ مجھے اپنے لئے بھی بھلائی برائی کا اختیار نہیں مگر جو خدا کو منظور ہوا گر میں غیب جانتا تو کثرت سے بھلائی جمع کر لیتا اور مجھ تک بُرائی نہ پہونچتی۔ میں تو صرف ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوش خبری سُنانے والا ہوں۔

یعنی پیغمبر اسلام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سرتاجِ انبیاء ہیں۔ آپ سے بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوئے لوگوں نے آپ سے اسرار ورموز سیکھے۔ بزرگوں کو آپ کی راہ پر چلنے سے بزرگی نصیب ہوئی۔ اللہ پاک نے آپ ہی سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا حال بیان فرمادیں کہ مجھے نہ تو کچھ قدرت حاصل ہے اور نہ ہی غیب دان ہوں۔ میری قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ میں اپنی جان تک کے لئے نفع ونقصان کا مالک نہیں، دوسروں کو تو کیا بھلائی بُرائی پہنچا سکوں گا۔ اگر میں غیب دان ہوتا تو کام سے پہلے اس کا انجام معلوم کر لیا کرتا اگر اس کام کا انجام بُرا معلوم ہوتا تو اس میں کبھی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ غیب دانی خدا کی شان ہے اور میں پیغمبر ہوں پیغمبر کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ بُرے کاموں سے انجام سے خبردار کر دے اور نیک کاموں پر خوش خبری سنادے، یہ بات بھی انہیں کو فائدہ پہنچاتی ہے جن کے دلوں میں یقین ہو اور یقین پیدا کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں یہی بڑائی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور جن اچھے بُرے کاموں سے واقف ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان کی تبلیغ میں تاثیر رکھی ہے۔ بہت لوگ ان کی تبلیغ سے سیدھی راہ پر آجاتے ہیں۔ یہ کوئی بڑائی نہیں کہ ان میں تصرف عالم کی قدرت دی گئی ہو کہ جسے چاہیں مارڈالیں یا بیٹا بیٹی دے دیں یا آئی بلا ٹال دیں یا مُرادیں بر لائیں یا فتح وشکست دے دیں یا تونگر بنادیں یا

فقیر و قلاش کر دیں یا کسی کو بادشاہ بنا دیں اور کسی کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دے دیں یا کسی کو امیر یا وزیر بنا دیں اور کسی کو فقیر و حقیر کر دیں۔ کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں اور کسی سے چھین لیں۔ کسی بیمار کو تندرست یا تندرست کو بیمار کر دیں یہ خدا ہی کی شان ہے اور ان باتوں سے سب چھوٹے بڑے عاجز ہیں اور عجز میں سب برابر ہیں اسی طرح یہ کوئی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالےٰ غیب کی کنجیاں انہیں دے دے کہ جب چاہیں کسی کے دل کی بات معلوم کر لیں یا جس غیب کی بات کو چاہیں معلوم کر لیں کہ فلاں کے ہاں اولاد ہو گی یا نہیں تجارت میں فائدہ ہو گا یا نہیں۔ لڑائی میں فتح ہو گی یا شکست۔ ان باتوں سے سب چھوٹے بڑے یکساں بے خبر ہیں پھر جس طرح کوئی بات عقل سے یا کسی قرینے سے کہہ دی جاتی ہے اور وہ اُسی طرح ہو جاتی ہے جس طرح کہی گئی تھی اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل و قرینہ سے کہہ دیتے ہیں کبھی تو وہ ٹھیک ہو جاتی ہے اور کبھی غلط ہو جاتی ہے لیکن وحی یا الہام کی بات غلط نہیں ہوتی مگر وحی اختیار میں نہیں ہوتی۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ۔ باب اعلان نکاح)

ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے کہ میری رخصتی کے وقت رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے پھر میرے بستر پر میرے پاس اتنے نزدیک بیٹھے جس طرح تم بیٹھے ہو۔ ہماری بچیاں دف بجا بجا کر بدر کے مقتولوں کا واقعہ بیان کرنے لگیں ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے۔ فرمایا یہ چھوڑ اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہتی رہ۔

یعنی ربیع انصاریہ کی شادی کے موقعہ پر آپ ان کے پاس آ بیٹھے۔ بچیوں نے گانے میں یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے۔ آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات نہ کہو۔ معلوم ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں یہ عقیدہ

نہ رکھے کہ وہ غیب دان ہے۔ شعرا پیغمبر خدا کی تعریف میں جو آسمان و زمین کے قلابے ملایا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بطور مبالغہ ایسا کہا گیا یہ غلط ہے کیونکہ آپ نے اپنی تعریف کا اسی قسم کا شعر بچیوں کو بھی نہ پڑھنے دیا چہ جائیکہ عاقل شاعر اس قسم کے اشعار کہے یا سُنے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ۔ (بخاری۔ مشکوۃ۔ باب رویتہ اللہ)

عائشہؓ نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد رسول اللہ صلعم ان پانچ باتوں کو جانتے تھے جن کی اللہ پاک نے اس آیت اِنَّ اللہ عِنْدَہٗ علم الساعۃ میں خبر دی ہے اس نے بڑا زبردست بہتان باندھا۔

یعنی وہ پانچ باتیں سورہ لقمان کے اخیر میں ہیں۔ جس کا بیان گزر چکا کہ تمام غیب کی باتیں ان ہی پانچ چیزوں میں داخل ہیں لہٰذا جو کوئی یہ کہے کہ آپ غیب کی سب باتیں جانتے تھے اس نے بڑا بھاری طوفان اٹھایا۔ غیب تو خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ۔ (بخاری۔ مشکوۃ باب البکاء والخوف)

ام علا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔

یعنی اللہ پاک بندوں سے دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو۔ نہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا حال معلوم۔ اگر وحی کے ذریعے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کا انجام بخیر ہے تو وہ ایک مجمل علم ہے۔ اس سے زیادہ معلوم کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

الفصلُ الثالثُ

شرک فی التصرف کی تردید

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ (مؤمنون ۸۹)

آپ فرمادیں کون ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم علم والے ہو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ فرمادیں پھر کیوں دیوانے بنے جاتے ہو۔

یعنی جس مشرک سے پوچھا جائے کہ ایسی شان کس کی ہے جس کے اختیار و تصرف میں ہر چیز ہے جو چاہے کرے۔ اس کا ہاتھ کوئی پکڑ لے والا نہ ہو اور کوئی اس کی بات ٹال نہ سکے تو وہ اللہ ہی کو بتائیں گے تو پھر دوسروں سے مرادیں مانگنا پاگل پن ہوا۔ معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت میں بھی لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ کے برابر اور مقابلے کا کوئی نہیں مگر بتوں کو اپنا وکیل سمجھ کر پوجتے تھے اور ان سے مانگتے تھے اسی وجہ سے مشرک ہوئے۔ آج بھی اگر کوئی اس عالم میں کسی مخلوق کے تصرف کا قائل ہو اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کی عبادت کرے تو مشرک ہو جائے گا گو اس کو خدا کے برابر نہ سمجھتا ہو اور اس کے مقابلے کی طاقت اس میں نہ جانتا ہو۔

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○ (سورہ جن)

آپ فرمادیں کہ میں تم پر نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا آپ فرمادیں کہ مجھے کوئی اللہ سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتا اور میں اس کے سوا کہیں بچاؤ نہیں پاتا۔

یعنی میں تمہارے نفع و نقصان پر اختیار نہیں رکھتا۔ میرے امتی ہونے کی وجہ سے تم لوگ مغرور ہو کر یہ خیال کر کے حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایہ مضبوط ہے ہمارا وکیل بہت بڑا ہے اور ہمارا شفیع محبوب داور محشر ہے ہم جو چاہیں کریں وہ ہمیں اللہ کے عذاب سے

بچالے گا کیونکہ میں تو خود ہی ڈرتا ہوں اور اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا۔ دوسرں
کو کیا بچا سکوں گا۔ معلوم ہوا کہ جو عوام پیروں پر بھروسہ کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں
اور حکم عدولی کرتے ہیں محض گمراہ ہیں کیوں کہ تمام پیروں کے پیر سرکار رسالت دن رات
اللہ سے ڈرتے تھے اور اس کی رحمت کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہیں جانتے تھے بھلا
کسی اور کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ۔ (نحل ۷۳)

مشرک خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے روزی پہنچانے میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں۔

یعنی ایسے لوگوں کی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں جو قطعی بے بس ہیں۔ روزی پہنچانے
میں ان کا کچھ بھی دخل نہیں۔ نہ آسمان سے مینہ برسا سکیں اور نہ زمین سے کچھ اُگا سکیں
انہیں کسی طرح کی بھی سکت نہیں۔ معلوم نہیں عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ بزرگوں
کو عالم میں تصرف کی تو قدرت ہے مگر تقدیر الٰہی پر شاکر ہیں۔ ادب سے دم نہیں مارتے
ورنہ اگر چاہیں تو کائنات کو زیر و زبر کر دیں لیکن شرع کی عظمت کا خیال کر کے چُپ ہیں
یہ قطعی غلط ہے کائنات میں نہ انہیں بالفعل دخل ہے نہ بالقوہ یعنی ان میں اس قسم
کے تصرّف کی صلاحیت و قدرت ہی نہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (یونس ۱۰۶)

اللہ کو چھوڑ کر اس کو مت پکاریئے جو آپ کو نہ نفع پہونچا سکے اور نہ نقصان۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ ظالم بن جائیں گے۔

یعنی عزّت و جلال والے خدا کے ہوتے ہوتے ایسے ناکارہ لوگوں کو پکارنا جو نہ
نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے سراسر ظلم ہے کیونکہ بڑی سے بڑی ہستی کا مقام محض
ناکارہ لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

آپ فرما دیجئے پکار کر دکھاؤ تو سہی جن کو تم نے اللہ چھوڑ کر معبود خیال کر رکھا ہے جو آسمانوں میں ا

لَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝

(سورۂ سبا)

زمین میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ ان میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں کوئی اللہ کا مددگار ہے اس کے آگے کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی مگر جس کو وہ اجازت دے دے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا اور جواب دیتے ہیں کہ حق ہی فرمایا ہوگا وہی سب سے بلند و بڑا ہے۔

یعنی آڑے وقت کسی سے مراد مانگنا اور جس سے مراد مانگی ہے اس کا مراد کو برلانا کئی طرح ہے۔ جس سے مراد مانگی ہے وہ خود مالک ہو یا اس کا ساجھی ہو یا اس کا مالک پر دباؤ ہو جیسے بادشاہ دیگر امراء کا کہنا مان لیتا ہے کیونکہ وہ اراکین سلطنت ہیں اور ان کے ناراض ہونے سے حکومت کا نظم و نسق بگڑتا ہے یا وہ مالک سے سفارش کرے اور مالک کو اس کی سفارش ماننی ہی پڑتی ہے خواہ دل سے مانے یا نہ مانے مثلاً شاہزادیوں سے یا بیگمات سے بادشاہ کو محبت ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ان کی سفارش رد نہیں کی جاتی۔ اب غور کرو کہ مشرک خدا کو چھوڑ کر جن بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں نہ تو وہ کائنات میں مچھر کے ایک پَر کے مالک ہیں نہ ان کا رتی بھر ساجھا ہے نہ خدائی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ خدا کے معین و مددگار کہ ان سے دب کر اللہ تعالےٰ اِن کی بات مان لے اور نہ بلا اجازت خداوندی سفارش کے لئے لب ہلا سکتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس سے کچھ دلا دیں۔ بلکہ بارگاہِ الوہیت میں ان کا یہ حال ہے کہ اس کے حکم کے آگے سب کے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور بدحواس و مرعوب ہو جاتے ہیں۔ احترام و دہشت کی وجہ سے دوسری دفعہ پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا کہا اور تحقیق کے بعد آمنا و صدقنا ہی کہنا پڑتا ہے چہ جائیکہ بات الٹی جائے یا کوئی وکالت و حمایت کی جرأت کرے۔ یہاں ایک بات انتہائی کام کی ہے اس کو یاد رکھا جائے کہ عوام

انبیاء۔ اور اولیا۔ کی شفاعت پر نازاں ہیں اور شفاعت کے غلط معنی سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں درحقیقت شفاعت کے معنی سفارش کے ہیں۔ دنیا میں سفارش کی کئی صورتیں ہیں مثلاً بادشاہ کی نگاہ میں چور کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر یا وزیر اس کی سفارش کر کے سزا سے بچالے بادشاہ تو چور کو سزا ہی دینا چاہتا تھا جیسا کہ آئین حکومت ہے مگر امیر سے دب کر اسے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ امیر رکن سلطنت ہے اور اس کی وجہ سے سلطنت میں دن رات ترقی ہو رہی ہے بادشاہ یہ خیال کر کے کہ اس امیر کو ناراض نہیں کرنا چاہیئے ورنہ حکومت کے نظم و نسق میں گڑبڑ پیدا ہو جائے گی اور غصّے کو پی جانا عین مناسب ہے چور کو معاف فرما دیتا ہے۔ اس قسم کی سفارش کو شفاعتِ وجاہت کہا جاتا ہے یعنی امیر کی جاہ و عزت کی وجہ سے اس کی بات مانی گئی۔ خدا کے ہاں شفاعتِ وجاہت قطعی طور پر ناممکن ہے جو شخص کسی غیر اللہ کو اس قسم کا شفیع مان لے وہ قطعی مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے اس نے خدا کے معنی سمجھے ہی نہیں اور شہنشاہ کی قدر و منزلت پہچانی ہی نہیں۔ اس شہنشاہ (خداوند قدوس) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کُن سے کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرئیل اور محمد صلعم کے برابر ایک آن میں پیدا کر دے اور ایک دم میں عرش سے فرش تک ساری کائنات کو زیر و زبر کر دے اور دوسرا عالم پیدا کر دے۔ اس کے تو ارادے ہی سے ہر چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے مادے کی اور سامان کی حاجت ہی نہیں۔ اگر آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام انسان اور جن جبرئیل و پیغمبر جیسے ہو جائیں تو ان کی وجہ سے سلطنت میں کچھ بھی رونق نہ بڑھے گی اور اگر سب شیطان و دجال بن جائیں تو اس کی حکومت کی کچھ رونق بھی نہ گھٹے گی وہ ہر حال میں تمام بڑوں کا بڑا اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے نہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ بنا سکے۔

سفارش کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شاہزادہ، بیگم یا بادشاہ کا محبوب کھڑا ہو جائے اور چور کو سزا نہ دینے دے۔ بادشاہ اس کی محبت کی وجہ سے اسے ناراض نہ کرنا چاہے اور چور کو معاف فرما دے اس کی سفارش کو شفاعتِ محبت کہا جاتا ہے۔

بادشاہ نے اس کی محبت سے مجبور ہو کر اس خیال سے کہ محبوب کی ناراضگی سے خود مجھے تکلیف پہنچے گی محبوب کی بات مان لی۔ خدا کے دربار میں یہ بات بھی ناممکن ہے۔ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی پکا مشرک اور نرا جاہل ہے۔ وہ شہنشاہ اپنے بندوں کو کتنا ہی نوازے۔ کسی کو حبیب، کسی کو خلیل، کسی کو کلیم، کسی کو روح اللہ اور کسی کو وجیہ کا خطاب عطا فرمائے اور کسی کو رسولِ کریم، مکین، روح القدس اور روح الامین کے معزز القاب سے نوازے مگر مالک مالک ہی ہے اور غلام غلام ہی ہے۔ ہر ایک کا ایک مقام ہے جس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا۔ غلام جس طرح اس کی رحمت سے متاثر ہو کر مسرت سے جھومتا ہے، اسی طرح اس کی ہیبت سے بھی اس کا پتہ پانی ہوتا ہے۔

سفارش کی تیسری صورت یہ ہے کہ چور کی چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ پیشہ ور چور نہیں ہے، بدقسمتی سے اس سے چوری سرزد ہو گئی۔ شرم کے مارے پانی پانی ہے۔ ندامت سے سر جھکا ہوا ہے۔ دن رات سزا کا خوف اسے کھا رہا ہے۔ آئین کی حرمت کو سر اور آنکھوں میں جگہ دیتا ہے اور خود کو سیہ کار، گنہ گار اور سزا کا مستحق سمجھ رہا ہے بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر یا وزیر کی طرف رُخ نہیں کرتا۔ اور اس کے مقابلے میں کسی کی حمایت کا قائل نہیں، شب و روز بادشاہ ہی کا منہ تک رہا ہے کہ سرکار عالی کے یہاں سے اس باغی گنہ گار کے لئے کیا سزا تجویز ہوتی ہے بادشاہ کو اس کے حال زار پر ترس آجاتا ہے، اور اس سے درگزر کرنا چاہتا ہے مگر حرمتِ آئین کا لحاظ رکھنا چاہتا ہے کہ کہیں قانون کا احترام لوگوں کی نگاہ سے گر نہ جائے۔ اب کوئی امیر یا وزیر بادشاہ کا اشارہ پاکر سفارش کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے بادشاہ اس امیر کی عزت افزائی کے لئے بظاہر اس کی سفارش کا نام کر کے چور کا قصور معاف فرما دیتا ہے امیر نے چور کی اس لئے سفارش نہیں کی کہ وہ اس کا رشتہ دار ہے یا دوست آشنا ہے یا اس کی حمایت کا اس نے ذمہ لے لیا تھا بلکہ محض بادشاہ کی مرضی دیکھ کر سفارش کے لئے کھڑا ہوا ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ کہ چوروں کا حمایتی کیونکہ چور کا

حمایتی بھی پورہوتا ہے اس قسم کی سفارش کو شفاعت بالاذن (اجازت و مرضی سے سفارش) کہا جاتا ہے۔ دربار خداوندی میں اس قسم کی سفارش ہوگی۔ قرآن پاک میں جس نبی یا ولی کی شفاعت کا بیان ہے وہ یہی شفاعت ہے لہذا ہر انسان کا فرض ہے کہ اللہ ہی کو پکارے اسی سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اسی سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے۔ اسی کے آگے گناہوں کا معترف رہے۔ اسی کو اپنا مالک اور حمایتی سمجھے۔ اللہ کے سوا اپنا کہیں ٹھکانا نہ جانے اور کبھی کسی کی حمایت پر اعتماد نہ کرے کیونکہ ہمارا رب بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے وہ اپنے فضل و کرم سے سب بگڑے کام بنادے گا، اور اپنی مہربانی سے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے تمہارا شفیع بنادے گا۔ جس طرح تم اپنی ہر حاجت اسی کو سونپتے ہو اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کو سونپ دو کہ وہ جسے چاہے تمہارا شفیع بنا کر کھڑا کردے۔ کسی کی حمایت پر کبھی بھروسہ مت کرو۔ اسی کو اپنی حمایت کے لئے پکارو۔ حقیقی مالک کو کبھی نہ بھولو۔ اس کے احکام شرعیہ کی قدر کرو اور ان کے آگے رسوم و رواجوں کو ٹھکرادو۔ احکام شرعیہ کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی بڑا بھاری جرم ہے سارے نبی اور ولی اس سے متنفر ہیں وہ ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے جو رسم و رواج کو نہ چھوڑیں اور احکام شرعیہ کو پامال کریں بلکہ اور الٹے ان کے دشمن ہو جاتے ہیں اور ان سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بزرگی اسی بات پر موقوف تھی کہ وہ اللہ کی خاطر کو سب پر مقدم رکھتے تھے بیوی بچوں کو، مریدوں کو، شاگردوں کو، نوکر چاکر کو اور یار آشنا کو اللہ کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور جب یہ لوگ خدا کی مرضی کے خلاف کام کرتے تھے تو یہ ان کے دشمن بن جاتے تھے۔ بھلا غیر اللہ کو پکارنے والوں میں کیا خوبی ہے کہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر خدا کی مرضی کے خلاف ان کی طرف سے خدا سے جھگڑلیں۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ تو ان کے دشمن ہیں۔ اللہ ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی ان کی شان ہے اگر کسی کے بارے میں اللہ کی یہی رضا ہے کہ وہ جہنم ہی کا کندہ بنے تو یہ اس کو اور دو چار دھکے دے کر جہنم میں گرانے کو تیار ہیں وہ تو خدا کی مرضی کے تابع ہیں۔

جدھر اس کی رضا ہو گی اُدھر ہی جھکیں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلعم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا کہ اے بچے اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا اللہ کو یاد رکھ اس کو اپنے سامنے دیکھ لے گا اور جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر اور جب تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ یقین مان کہ اگر تمام لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو اسی قدر نفع پہونچائیں گے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو اسی قدر نقصان پہنچا سکیں گے جو تجھ پر لکھا ہوا ہے قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔ (ترمذی)

یعنی شہنشاہ حقیقی اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی کتنا ہی سر مارے مگر غرور کے مارے اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے اسی لئے رعایا بادشاہوں سے براہِ راست سوال نہیں کرتی بلکہ بواسطہ امراء کے سوال کرتے ہیں تاکہ انہیں کی خاطر درخواست منظور ہو جائے مگر اللہ کی یہ شان نہیں وہ تو انتہائی لطف و کرم والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔ اس تک پہنچنے میں کسی کی وکالت کی ضرورت ہی نہیں کہ خدا کو اس کا خیال آئے وہ تو فرداً فرداً ہر ایک کا خیال رکھتا ہے۔ سب کو یاد رکھتا ہے خواہ کوئی سفارش کرے یا نہ کرے وہ پاک و بلند و برتر ہے اور اس کا دربار دنیا کے بادشاہوں جیسا نہیں کہ رعایا کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکے اور امراء و وزراء ہی رعایا پر حکم چلائیں اور رعایا کو ان کے احکام ماننے ہی پڑیں بلکہ یہ خدائی دربار ہے اور وہ اپنے بندوں سے قریب تر ہے۔ جو معمولی سے معمولی انسان اس کی طرف دل سے متوجہ ہو وہیں اپنے سامنے اس کو پالے۔ اپنی ہی غفلت کے حجاب کے سوا کوئی اور حجاب ہے ہی نہیں۔ انسان اس سے اسی قدر

Scanned with OKEN Scanner

دور ہے جس قدر اس کے قلب پر غفلت چھائی ہوئی ہے اور مالک سب سے نزدیک ہے پھر جو کوئی کسی نبی یا ولی کو اس لئے پکارتا ہے کہ وہ اس کو خدا سے قریب کردیں تو یہ نہیں سمجھتا کہ نبی ولی تو پھر بھی اس سے دور ہیں خدا تو اس سے بہت ہی قریب ہے، اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک غلام بادشاہ کے پاس تنہا ہے بادشاہ اس کی درخواست سننے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہے لیکن وہ کسی امیر کو آواز دے کر پکارتا ہے کہ جناب بادشاہ کے حضور میں میری عرضداشت پیش فرمادیں۔ تمہارا اس غلام کی بابت کیا خیال ہے ظاہر ہے کہ یہ غلام یا تو اندھا ہے یا دیوانہ۔ فرمایا ہر شخص اللہ ہی سے مانگے اور آڑے وقت اسی سے مدد چاہے اور یہ بات یقین سے سمجھ لے کہ تقدیر کا قلم ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ اگر تمام دنیا مل کر کسی کو نفع یا نقصان پہنچائے تو تحریر تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتے معلوم ہوا کہ تقدیر کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ جس کے مقدر میں اولاد نہیں اسے کون اولاد دے اور جس کے مقدر میں عمر لب بام آچکی اسے کون بڑھائے۔ پھر یہ کہنا کہ اللہ نے اپنے ولیوں کو تقدیر بدل ڈالنے کی طاقت بخشی ہے غلط ہے۔ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور انبیاء اولیاء کی اکثر دعائیں قبول فرمالیتا ہے۔ دعا کی توفیق بھی وہی دیتا ہے اور قبول بھی وہی فرماتا ہے دعا کرنا اس کے بعد مراد برآنا دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں۔ دنیا کا کوئی کام تقدیر سے باہر نہیں کسی میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی۔ ہاں اللہ سے دعا مانگے بس اسے اتنی ہی طاقت ہے آگے مالک و مختار کو اختیار ہے چاہے ازراہِ مہربانی قبول فرمالے اور چاہے تو ازراہِ حکمت قبول نہ فرمائے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ لِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ

عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا انسان کے دل کے لئے ہر میدان میں ایک راہ ہے پھر جس نے اپنے دل کے پیچھے تمام راہیں لگالیں تو اللہ پاک اس کی پرواہ نہ کریگا کہ کون سے میدان تباہ کیا گیا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے

الشِّعَبِ۔ (ابن ماجہ) مشکوٰۃ باب التوکل (التیسیر) اللہ پاک اسے تمام میدانوں سے کافی ہوجائے گا۔

یعنی جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا اسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے خیالات چاروں طرف دوڑتے ہیں کہ فلاں نبی کو یا فلاں امام کو یا فلاں پیر کو یا فلاں شہید کو یا فلاں پری کو پکارا جائے یا فلاں نجومی سے یا رمال سے یا کاہن سے یا جفار سے پوچھا جائے یا فلاں مولوی سے فال کھلوائی جائے۔ پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے دوڑتا ہے اللہ پاک اس سے اپنی قبولیت والی نگاہ پھیر لیتا ہے اس کو اپنے مخلص بندوں میں شمار نہیں فرماتا اور اس کے ہاتھ سے خدا کی تربیت و ہدایت کی راہ جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہی دوڑتا تباہ ہوجاتا ہے کوئی دہریہ بن جاتا ہے کوئی ملحد، کوئی مشرک اور کوئی سب سے منکر ہوجاتا ہے اور جو کوئی خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہے کسی خیال کے پیچھے نہیں پڑتا وہ خدا کا مقبول بندہ ہے اس پر ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں اور اس کے قلب کو ایسا چین و آرام میسر آجاتا ہے کہ خیالات کے پیچھے دوڑنے والوں کو وہ چین ہرگز نصیب نہیں ہوتا۔ تقدیر کا لکھا تو پورا ہوتا ہی ہے مگر خیالات کے پیچھے پلکنے والا خواہ مخواہ پیچ و تاب کھاتا رہتا ہے اور توکل والے کو آرام مل جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْاَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ کُلَّھَا حَتّٰی یَسْاَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْاَلَہٗ شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ۔ (ترمذی)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہر ایک مسلمان کو اپنے رب سے اپنی ساری ضرورتیں مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ نمک اور جوتے کا تسمہ جب وہ ٹوٹ جائے اسی سے مانگے۔

یعنی اللہ پاک کو دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ سمجھو کہ بڑے کام تو خود کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام نوکروں سے کراتے ہیں اس لئے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں نوکروں سے التجا کرنی پڑتی ہے خدا کا کارخانہ ایسا نہیں ہے وہ قادر مطلق تو پلک جھپکنے میں بے شمار چھوٹے بڑے کام ٹھیک فرمادیتا ہے اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں اس لئے چھوٹی سے چھوٹی چیزیں بھی براہِ راست اس سے مانگو کیوں کہ

اس کے سوا تو کوئی اور نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے اور نہ بڑی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَهٗ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ ابْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا اَوْ قَالَ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا جب وانذر عشیرتک الاقربین (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) اتری تو نبی صلعم نے اپنے رشتے داروں کو بلاکر فرمایا کہ اے اولاد کعب بن لوی اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد مرہ بن کعب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد عبدشمس اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد عبدمناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا اے اولاد ہاشم اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا ۔ اے اولاد عبدالمطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ اے فاطمہ اپنی جان کو عذاب سے بچالے مجھ سے میرا مال لے لے جو کچھ تجھے چاہیے کیونکہ میں اللہ کے عذاب سے کام نہیں آؤں گا۔

یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے رشتہ دار ہوتے ہیں انہیں بزرگوں کی حمایت کا بھروسہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ مغرور ہو کر نڈر ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ پاک نے اپنے محبوب پیغمبر سے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں کو ہوشیار کردیں۔ آپ نے ایک ایک کو پہا

Scanned with OKEN Scanner

تک کہ اپنی لاڈلی صاحبزادی کو بھی صاف صاف بتا دیا کہ حقِ قرابت اسی چیز میں ممکن ہے جو انسان کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں مال ہے اس کے دینے میں میں بخل سے کام نہیں لیتا لیکن خدا کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی بھی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا بھی وکیل نہیں بن سکتا۔ ہر شخص قیامت کے لئے اپنی اپنی تیاری کرلے اور دوزخ سے بچنے کی آج ہی فکر کرلے۔ معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی رشتہ داری خدا کے ہاں کام آنے والی نہیں جب تک انسان خود نیک عمل نہ کرے بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔

الفصلُ الرابع

شرک فی العبادت کی تردید

عبادت ان کاموں کو کہا جاتا ہے جو حق تعالےٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے مقرر فرما کر بندوں کو سکھائے ہیں۔ یہاں ہمیں یہ بتلانا ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے کون کون سے کام بتائے ہیں تاکہ غیر اللہ کے لئے وہ کام نہ کئے جائیں اور شرک سے بچا جائے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖۤ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ۔ ۝۲۶

(سورہ ہود)

بلاشبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اے قوم میں تمہیں ایک کھلا ڈرانے والا ہوں اس بات سے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تم پر قیامت کے دن کے دردناک عذاب کا اندیشہ ہے۔

یعنی مسلمانوں اور کافروں میں حضرت نوحؑ کے زمانے سے جھگڑا چلا آرہا ہے۔ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی سی تعظیم غیر اللہ کی نہ کرو۔ فرمایا:۔

وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَ

رات، دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں

Scanned with OKEN Scanner

الْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ (حٰم سجدہ ع۵)

میں سے ہیں۔ سورج کو اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام میں سجدہ خالق ہی کا حق ہے لہذا کسی مخلوق کو سجدہ نہ کیا جائے خواہ وہ چاند سورج ہوں یا نبی ولی ہوں یا جن اور فرشتے ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ پہلے دینوں میں مخلوق کو بھی سجدہ روا تھا مثلاً فرشتوں نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا تھا اس لئے اگر ہم بھی کسی بزرگ کو تعظیمی سجدہ کریں تو کیا حرج ہے۔ یاد رکھو اس سے شرک ثابت ہو جاتا ہے ایمان نکل جاتا ہے۔ حضرت آدم کی شریعت میں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا اسے دلیل سمجھ کر یہ لوگ اگر بہنوں سے نکاح کر لیں تو کیا حرج ہے مگر سخت حرج ہے کیوں کہ بہنیں محرمات ابدیہ میں داخل ہیں جو کسی صورت سے حلال ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسان کو خدا کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ اللہ کے فرمان کو بلا چون و چرا دل و جان سے مان لینا چاہیئے خواہ مخواہ کی حجت نہیں پیش کرنی چاہیئے کہ پہلے لوگوں کے لئے تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں مقرر کیا گیا۔ ایسی باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

اس مضمون کو مثال سے سمجھو کہ ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پر عمل ہوتا رہا پھر قانون بنانے والوں نے اسے منسوخ کر کے اس کی جگہ اور قانون بنا دیا اب اس نئے قانون پر عمل درآمد ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی قانون کو مانیں گے نئے قانون کو نہیں مانتے وہ باغی ہے اور باغی کی سزا جیل خانہ ہے ایسے ہی اللہ تعالٰے کے باغیوں کے لئے جہنم ہے۔

وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ

یقین مانو مسجدیں اللہ ہی کی ہیں لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں آپ فرما دیں کہ

اَحَدًا ۵

میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔

(سورۃ جن ۱۸-۱۹-۲۰)

یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک و صاف دل سے خدا کو پکارتا ہے تو یہ نادان سمجھتے ہیں کہ بڑا پہنچا ہوا ہے۔ غوث و قطب ہے جس کو جو چاہے دے دے اور جس سے جو چاہے چھین لے اس لئے ٹھٹ کے ٹھٹ اس کے پاس اس امید پر جمع ہو جاتے ہیں کہ بگڑی بنا دے گا اب اس بندے کا فرض ہے کہ صحیح صحیح بات بتا دے کہ آڑے وقت خدا ہی کو پکارنا چاہیئے یہ حق کسی اور کا نہیں ہے۔ اللہ ہی سے نفع و نقصان کی اُمید رکھنی چاہیئے کیونکہ اس طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے میں شرک سے اور شرک کرنے سے بیزار ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے اس قسم کا معاملہ کرنا چاہے تو میں اس سے راضی نہیں اور دینا لینا خدا ہی کا کام ہے۔ وہی دیتا ہے اور وہی لیتا ہے میرے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ وہی میرا اور تمہارا رب ہے لہذا آؤ اور معبودانِ باطل کو چھوڑ کر اسی ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کو پکارو جو اپنی وحدانیت میں، معبودیت میں، ربُوبیت میں اور حاکمیت میں اکیلا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ (ہاتھ باندھ کر) ادب سے کھڑا ہونا، پکارنا اور نام کا وظیفہ پڑھنا ان کاموں میں سے جن کو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لئے مخصوص فرما دیا ہے یہ معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ
عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۵ ۲۷
لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ
اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ
بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ۵ ۲۸ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ
وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ
الْعَتِیْقِ ۵ (حج ۲۷-۲۸-۲۹)

آپ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں وہ آپ کے پاس پیدل اور ہر دبلی سواری پر سوار ہو کر آئیں گے جو دُور دراز سے آئیں گی تاکہ اپنے فائدوں کی جگہوں میں حاضر ہوں اور معین دنوں میں اللہ کے نام کو پڑھتے رہیں کہ اس نے انہیں چوپایوں میں مویشی عطا فرمائے اس میں سے کھاؤ بھی اور بدحال محتاجوں کو کھلاؤ بھی۔ پھر اپنا میل کچیل صاف کرو نذروں کو پورا کرو اور بیت اللہ کا طواف کرو۔

یعنی حق تعالےٰ نے اپنی تعظیم کے لئے بعض جگہیں مقرر فرمائی ہیں جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منا، صفا، مروہ، مقامِ ابراہیم، مسجدِ حرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم۔ لوگوں کو ان مقامات کی زیارت کا شوق دیا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے سمٹ کر خواہ سوار ہو کر خواہ پاپیادہ دور دور سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئیں سفر کی مشقتیں اٹھا کر ایک خاص بے سلے لباس میں مخصوص ہیئت سے وہاں پہنچیں، اور خدا کے نام کی قربانیاں کریں۔ اپنی منتیں پوری کریں۔ بیت اللہ کا طواف کریں اور دلوں میں مالک کی تعظیم کی جو امنگیں کروٹیں لے رہی ہیں بیت اللہ آگر انھیں پوری کریں اس کی چوکھٹ کو چومیں۔ اس کے دروازے کے سامنے بلک بلک کر دعائیں مانگیں پھر کوئی بیت اللہ کا پردہ تھام کر رو رو کر خدا سے دعائیں مانگ رہا ہے۔ کوئی وہاں اعتکاف میں بیٹھ کر رات دن ذکرِ الٰہی کر رہا ہے۔ کوئی مؤدب چپ چاپ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ ہی رہا ہے۔ بہرحال یہ سب کام خدا کی تعظیم واکرام کے لئے کئے جاتے ہیں۔ خدا ان سے ان کاموں کے سبب خوش ہوتا ہے اور ان سے دونوں جہان میں فائدہ ہوتا ہے لہٰذا اس قسم کے کام غیر اللہ کی تعظیم کے لئے حرام و شرک ہیں۔ کسی قبر کی زیارت کے لئے، یا کسی تھان یا چلّہ پر دور دراز سے سفر کی مشقتیں اٹھا کر آنا اور میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا، وہاں جا کر جانوروں کی قربانی کرنا، منتیں پوری کرنا، کسی گھر یا قبر کا طواف کرنا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں کا شکار نہ کرنا، وہاں کے درختوں کو نہ کاٹنا، گھاس کے تنکے نہ توڑنا اور نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے اور کام کرنے اور ان سے دونوں جہان کی بھلائیوں کی اُمید رکھنا سب شرک ہے اِن سے بچنا چاہیئے کیونکہ شریعت نے جن مقامات کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے ان کے علاوہ اور جگہوں پر ایسا کرنا اور اپنی طرف سے اس کو دین میں داخل سمجھنا بدعت ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری کا معاملہ اللہ ہی سے کرنا چاہیئے، نہ کہ مخلوق سے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی

آپ فرما دیجئے کہ میں کھانے والے پر کسی چیز کو حرام

طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (انعام ۱۴۶)

نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے مگر وہ چیز جو مردار ہے یا بہنے والا خون ہے یا خنزیر کا گوشت ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز ہے کہ اسے غیر اللہ کے نام پر مشہور کیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے نہ حد سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جس طرح سور، خون اور مردار حرام ہے اسی طرح وہ جانور حرام ہے جو گناہ کی صورت میں ہو کر اللہ کا نام کا نہیں بلکہ کسی اور کے نام کا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام پر نامزد کر دیا جائے وہ حرام و ناپاک ہے مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سید احمد کبیر کی گائے، یہ شیخ سدو کا بکرا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں اس بات کا بیان نہیں کہ وہ جانور جب ہی حرام ہوگا جب ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے بلکہ محض نامزد کرنے ہی سے حرام ہو گیا۔ اگر کوئی جانور مرغی ہو یا بکری، اونٹ ہو یا گائے کسی مخلوق کے نام کا کر دیا جائے خواہ ولی کے نام کا ہو یا نبی کے۔ باپ، دادا کے نام کا ہو یا پیر و شیخ کے نام کا ہو یا پری کے نام کا وہ قطعی حرام و ناپاک ہے اور نام کرنے والا مشرک ہے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف ۳۹-۴۰)

اے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو بڑا زبردست ہے اس کو چھوڑ کر تم محض ناموں کو پوجتے ہو۔ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نام رکھ لئے ہیں اللہ پاک نے اس کی کوئی دلیل نہیں اُتاری۔ حکم صرف اللہ ہی کا ہے اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں

Scanned with OKEN Scanner

ایک غلام کے لئے کئی آقاؤں کا ہونا تکلیف دہ ہے اگر اس کا ایک ہی آقا ہو جو
سب سے زبردست ہو تو کیا ہی اچھا ہے لہٰذا مالک ایک ہی ہے جو انسان کی ساری مراد
پوری کرتا ہے اور اس کے بگڑے کام بنا دیتا ہے اس کے سامنے جھوٹے مالکوں کی
کوئی حیثیت نہیں بلکہ قطعی بے بُنیاد خیالات ہیں کہ بارش کرنا کسی کے اختیار میں ہے،
پیدا کرنا کسی اور کے قبضہ کی چیز ہے۔ کوئی اولاد دیتا ہے کوئی تندرستی بخشتا ہے، پھر
آپ ہی آپ ان کے نام مقرر کر لئے ہیں کہ فلاں کام کے مختار کا یہ نام ہے اور فلاں
کے مختار کا یہ نام ہے اور آپ ہی انہیں ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں۔ رفتہ
رفتہ ایک عرصہ کے بعد اسی طرح رسم پڑ جاتی ہے۔ حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے اور
نہ کسی کا یہ نام پایا جاتا ہے اور اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو خدائی کارخانہ میں کوئی
دخل نہیں۔ سب کاموں کے مختار کا نام اللہ ہے اور جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے اس کو
کسی بات کا اختیار نہیں۔ اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا
اور مخلوق کا حکم ناقابلِ اعتبار ہے بلکہ اللہ پاک نے اس قسم کے خیالات قائم کرنے
سے روک دیا ہے پھر اللہ کے سوا وہ کون ہے جس کے کہنے کا اِن باتوں میں اعتبار
کیا جائے خالص اور بے لوث دین یہی ہے کہ اللہ کے حکم پر چلا جائے اور اس
کے آگے ہر حکم ٹھکرا دیا جائے لیکن اکثر لوگ اس راہ سے بھٹک گئے اور اپنے پیر و
اماموں اور بزرگوں کی راہ کو اللہ کی راہ سے مقدّم سمجھ بیٹھے۔ معلوم ہوا کہ کسی کی راہ
رسم کا نہ ماننا اور خدا ہی کا قانون ماننا انہیں چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ پاک نے
اپنی تعظیم کے لئے مقرر فرما دیا ہے اب اگر کوئی یہی معاملہ کسی مخلوق سے کرے گا تو
پکا شرک ہوگا۔ انسانوں تک احکامِ خداوندی کا پہنچنا رسولوں ہی کے واسطوں سے
ممکن ہے۔ اگر کوئی امام کی یا مجتہد کی یا غوث و قطب کی یا مولوی ملّا کی یا پیر و مشائخ
کی یا باپ دادا کی یا کسی بادشاہ کی یا وزیر کی یا پادری کی یا پنڈت کی بات کو یا ان
کی رسموں کو احکامِ شرعیہ پر مقدّم سمجھے اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے پیر و مشائخ
اور اماموں کے اقوال کو پیش کرے یا پیغمبر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ شریعت

ان ہی کے احکام ہیں وہ اپنی مرضی سے جو جی چاہتا تھا کہہ دیتے تھے اور اس کا ماننا اُمت پر فرض ہو جاتا تھا ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ عقیدہ یہ ہونا چاہیئے کہ حقیقی حاکم اللہ ہے اور نبی محض لوگوں کو اللہ کے احکام بتلانے والا ہوتا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق بات کو مان لیا جائے اور خلاف کو پٹخ دیا جائے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کو اس بات سے مسرت ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویروں کی مانند کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

یعنی جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کے سامنے باادب ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں، نہ ہلیں جلیں، نہ اِدھر اُدھر دیکھیں اور نہ بولیں چالیں بلکہ بُت بنے ہوئے کھڑے رہیں وہ دوزخی ہے کیونکہ وہ خدائی کا دعویدار ہے کہ جو تعظیم اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے وہی اپنے لئے چاہتا ہے۔ نماز میں نمازی ہاتھ باندھ کر چُپ چاپ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر کھڑے ہوتے ہیں اور قیام اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے اَدب و تعظیم کی غرض سے کھڑا ہونا ناجائز اور شرک ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِىْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِىْ الْاَوْثَانَ۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک میری امت کے قبیلے مشرکوں میں نہ جا ملیں اور بت پرستی اختیار نہ کرلیں۔ (ترمذی)

بت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ کسی کے نام کی تصویر یا مورتی بنا کر اس کو پوجا جائے اس کو عربی میں صنم کہا جاتا ہے۔ کسی جگہ کو درخت کو یا پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا مقرر کرکے پوجا جائے اس کو وثن کہا جاتا ہے۔ قبر، چلہ، لحد، چھڑی، تعزیہ، علم، شدّہ، امام قاسم کی اور شیخ عبدالقادر کی مہندی۔ امام کا چبوترہ اور استاد و مشائخ کے

بیٹھنے کی جگہیں یہ سب وثن میں داخل ہیں اسی طرح شہید کے نام کا طاق، نشان اور توپ جس پر بکرا چڑھایا جاتا ہے اور اسی طرح بعض مکانات بیماریوں کے نام سے مشہور ہیں جیسے سیتلا۔ کایا مسانی۔ کایا بھوانی۔ کایا کالی کلکتہ والی۔ کایا کالکا۔ کایا براہی کا یہ سب وثن ہیں۔ صنم اور وثن دونوں کی پرستش سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے خبر دی کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کا شرک اسی قسم کا ہوگا۔ برخلاف دوسرے مشرکوں کے جیسے ہندو یا عرب کے مشرک کہ اکثر مورتوں کو مانتے ہیں اور اللہ کے اور رسولؐ کے دشمن ہیں۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَخْرَجَ صَحِیْفَةً فِیْهَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (مسلم)

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک کتاب نکالی جس میں یہ حدیث تھی کہ جس نے جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا اس پر خدا کی لعنت ہے۔

یعنی جو شخص اللہ کے سوا کسی مخلوق کے نام کا جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے حضرت علیؓ نے ایک کاپی جس میں رسول اللہ صلعم کی کئی حدیثیں لکھ رکھی تھیں نکالی ان میں یہ حدیث بھی تھی۔ معلوم ہوا کہ جانور اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا شرک ہے اور جانور بھی حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہوتا ہے جو غیر اللہ کا نامزد ہو خواہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَذْهَبُ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ دن رات ختم نہ ہوں گے جب تک لات و عزیٰ کو نہ پوجا جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ جب اللہ پاک نے یہ آیت (اسی نے اپنا رسول ہدایت اور برحق دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥
إِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ إِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ
ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ
رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ
مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ
فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى
دِيْنِ آبَائِهِمْ۔ (مسلم)

مشرکوں کو برا معلوم ہو) اتاری تھی تو میرا گمان غالب یہی تھا کہ آخر تک دین یونہی رہے گا فرمایا جب تک اللہ کو منظور ہوگا دین اسی حالت پر رہے گا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا وہ ہر اس شخص کو فوت کر دے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا پھر برے ہی لوگ رہ جائیں گے اور اپنے باپ دادا کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سورۂ برأت (توبہ) والی اس آیت سے یہ سمجھا کہ اسلام کا غلبہ قیامت تک رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ غلبہ جب تک رہے گا جب تک خدا کو منظور ہوگا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا چلائے گا جس سے سب نیک لوگ جن کے دلوں میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا ختم ہو جائیں گے اور بے دین باقی رہ جائیں گے نہ ان کے دلوں میں رسول کی عظمت ہوگی نہ دین کا شوق ہوگا۔ باپ دادا کی رسموں پر لپکیں گے جو جاہل اور مشرک گزرے ہیں پھر جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا لامحالہ مشرک ہو جائے گا معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیشین گوئی صادق آ رہی ہے مثلاً مسلمان نبی، ولی، امام، شہید وغیرہ کے ساتھ شرکیہ معاملات کر رہے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے کافروں کے بتوں کو مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چل رہے ہیں مثلاً پنڈت سے تقدیر کا حال پوچھنا۔ بری فال لینا ساعت ماننا۔ سیتلا اور مسانی کو پوجنا۔ ہنومان، لونا چماری اور کلوا پیر کو پکارنا۔ ہولی۔ دیوالی۔ نوروز اور مہرجان کے تہواروں کو منانا۔ قمر در عقرب اور تحت الشعاع کو ماننا۔ یہ ساری رسمیں ہندوؤں اور مشرکوں کی ہیں جو مسلمانوں میں پھیل ہوئی ہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کا دروازہ اس طرح کھلے گا کہ وہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر باپ دادا کی رسموں کے تابع ہو جائیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ
فَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهُ
فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ رِيحًا بَارِدَةً
مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ
أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ
إِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي
خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ
مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُولُ أَلَا تَسْتَحْيُونَ
فَيَقُولُونَ فَمَا ذَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ
بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذٰلِكَ دَارٌّ
رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ۔

(مسلم)

نے فرمایا کہ دجّال کا ظہور ہوگا اللہ تعالےٰ حضرت
عیسیٰ کو مبعوث فرمائے گا آپ اس کو تلاش کرکے
مار ڈالیں گے پھر اللہ پاک شام کی جانب سے
ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا روئے زمین پر جس کے
دل میں رائی بھر بھی ایمان ہوگا اس کو وہ فوت کر
دے گی پھر بُرے لوگ پرندوں کی طرح بے عقل
اور درندوں کی طرح پھاڑ کھانے والے رہ جائیں گے
نہ اچھی بات کو سمجھیں گے اور نہ بُری بات کو بُرا
پھر انسانی روپ میں ان کے پاس شیطان آکر کہے گا
تمہیں شرم نہیں آتی؟ یہ پوچھیں گے کہ آپ کا کیا
ارشاد ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا کہ
تھانوں کو پوجو اور رسموں کو اختیار کرو ایسا کرنے
سے خوب خوشحالی بڑھ جائے گی اور زندگی آرام
سے گزر رہی ہوگی۔

یعنی آخری زمانے میں ایمان دار ختم ہو جائیں گے بے ایمان اور بے وقوف رہ جائیں گے جو دوسروں کا مال ہڑپ کر جائیں اور ذرا نہ شرمائیں اور ان سے بھلائی بُرائی کی تمیز جاتی رہے گی۔ پھر شیطان بزرگ کی شکل میں آکر انھیں سمجھائے گا کہ دیکھو بے دینی بڑی بُری بات ہے دیندار بنو آخر اس کے کہنے سننے سے دین کا شوق پیدا ہوگا مگر قرآن و حدیث پر نہیں چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دینی باتیں تراشیں گے اور شرک میں گرفتار ہو جائیں گے مگر اس حالت میں ان کی روزی میں اور فراخی ہوگی اور زندگی بڑے چین و آرام سے گزر رہی ہوگی۔ وہ سمجھیں گے کہ ہماری راہ درست ہے خدا ہم سے راضی ہے جب ہی تو ہماری حالت سنور گئی آخر کار اور شرک میں ڈوبیں گے کہ جوں جوں رسموں کو مانتے ہیں ہماری مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے مسلمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے کہ

وہ کبھی ڈھیل دے کر پکڑتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتا ہے لیکن اللہ پاک از راہِ خیر اس کی مرادیں بر لاتا ہے لیکن وہ یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں غیر اللہ کا ماننا صحیح ہے ورنہ مرادیں پوری نہ ہوتیں لہٰذا مرادوں کے ملنے نہ ملنے پر بھروسہ مت کرو اور اس وجہ سے خدا کا سچا دین یعنی توحید نہ چھوڑو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کتنا ہی ڈھیٹ بن جائے۔ کتنے ہی گناہوں میں ڈوب جائے۔ سر تا پا بے حیا بن جاتے پرایا مال ڈکار جانے میں عار نہ سمجھے، اور برائی اور بھلائی میں تمیز نہ کرے مگر پھر بھی شرک کرنے سے اور غیر اللہ کو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا دیتا ہے اور یہ باتیں سکھاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَآءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک ذوالخلصہ (بت) کے اردگرد دوس کی عورتوں کے سرین ہلیں گے (جب تک وہ اس کا طواف نہ کریں گی)۔

عرب میں ایک قوم تھی جس کو دوس کہا جاتا تھا جاہلیت میں ان کا ایک بت تھا جس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا عہدِ رسالت میں اس کو توڑ دیا گیا تھا آپ نے پیشین گوئی کی کہ قیامت کے قریب لوگ اس بُت کو پھر ماننے لگیں گے اور دوس کی عورتیں اس کا طواف کریں گی۔ آپ کو ان کے سرین ہلتے ہوتے دکھائی دے گئے۔ معلوم ہوا کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور گھر کا طواف کرنا شرک اور کافرانہ رسم ہے۔

الفصلُ الخامِسُ

شرک فی العادات کی تردید

اس باب میں ان آیات واحادیث کا بیان ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح

انسان دنیوی کاموں میں طرح طرح سے اللہ کی تعظیم بجا لاتا رہتا ہے ایسا معاملہ غیر اللہ سے نہ کیا جائے۔

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَ
إِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ۝
لَّعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ
عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ
وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ
آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ
خَلْقَ اللَّهِ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا
مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُّبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا
يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولَٰئِكَ
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا
مَحِيصًا ۝

(نساء ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰)

یہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر عورتوں ہی کو پکارتے ہیں
بلکہ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں جس پر اللہ
نے پھٹکار ڈال دی ہے اس نے کہہ رکھا ہے کہ
میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ الگ کر لوں گا
میں انہیں گمراہ کئے بغیر آرزو دلائے بغیر اور حکم
کئے بغیر نہ رہوں گا۔ وہ جانوروں کے کان کاٹ
ڈالیں گے اور میں انہیں حکم کروں گا کہ وہ اللہ کی
پیدائش کو بدل ڈالیں گے جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان
کو دوست بنائے وہ زبردست گھاٹے میں پڑ گیا۔
شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور امیدیں بندھاتا
ہے شیطان ان سے وعدہ کر کے محض دھوکہ کر
رہا ہے انہیں لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے
وہ رہائی نہ پا سکیں گے۔

یعنی جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ اپنے خیال میں عورتوں کے پجاری ہیں۔ کوئی تو حضرت بی بی کو، کوئی بی بی آسیہ کو، کوئی بی بی اتاولی کو، کوئی لال پری کو، کوئی سیاہ پری کو، کوئی سیتلا کو، کوئی مسانی کو اور کوئی کالی کو پوجتا ہے۔ یہ محض خیالات ہیں ورنہ ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد۔ محض خیال خام اور شیطانی وسوسہ ہے۔ جس کو معبود بنا لیا ہے اور یہ جو بولتا ہے اور کبھی کوئی تماشہ بھی دکھا دیتا ہے شیطان ہے۔

ان مشرکوں کی تمام عبادتیں شیطان کے لئے ہو رہی ہیں یہ اپنے خیال میں نذر و نیاز عورتوں کو دیتے ہیں مگر درحقیقت شیطان لے لیتا ہے۔ انہیں ان باتوں سے نہ دینی

فائدہ ہے اور نہ دنیوی کیونکہ شیطان راندۂ درگاہ ہے اس سے دینی فائدہ تو ہونے سے رہا کیونکہ یہ انسان کا دشمن ہے بھلا کیسے اس کا بھلا چاہے گا۔ یہ تو خدا کے سامنے کہہ چکا ہے کہ میں تیرے بہت سے بندوں کو اپنا بندہ بنالوں گا۔ ان کی عقلیں ایسی مار دوں گا کہ اپنے خیالات ہی کو ماننے لگیں گے۔ میرے نام کے جانور مقرر کریں گے جن پر میری نیاز کا نشان ہوگا مثلاً اس کا کان چیر ڈالیں گے یا کاٹ ڈالیں گے یا اس کے گلے میں کمر بند ڈال دیں گے ماتھے پر مہندی لگادیں گے۔ منہ پر سہرا باندھ دیں گے۔ منہ کے اندر پیسہ رکھ دیں گے۔ بہرحال ہر وہ علامت جو یہ بتاتے کہ یہ جانور فلاں کی نیاز کا ہے اسی میں داخل ہے۔ شیطان یہ بھی کہہ آیا ہے کہ میرے اثر سے لوگ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بگاڑ ڈالیں گے۔ کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھ لے گا۔ کوئی کسی کے نام پر ناک یا کان چھدوالے گا، کوئی داڑھی منڈوائے گا، کوئی چار ابرو صاف کر کے فقیری کا اظہار کرے گا یہ سب شیطانی باتیں ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں پھر جس نے اللہ جیسے کریم کو چھوڑ کر شیطان جیسے دشمن کی راہ اختیار کی اس نے صریح دھوکہ کھایا۔ کیوں کہ اوّل تو شیطان دشمن ہے دوسرے اس میں بجز وسوسے ڈالنے کے اور کوئی قدرت بھی نہیں۔ جھوٹے سچے وعدوں سے انسان کا وقتی طور پر دل بہلا دیتا ہے کہ فلاں کو مانو گے تو یہ ہوگا اور فلاں کو مانو گے تو یہ ہوگا اور لمبی لمبی آرزوئیں دلاتا ہے کہ اگر اتنے پیسے ہوں تو ایسا ایسا باغ تیار ہو جائے گا اور خوبصورت محل بن جائے گا چونکہ یہ اُمیدیں پوری ہوتی نہیں اس لئے انسان گھبرا کر خدا کو بھول کر غیروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو مقدر میں ہے۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو محض ایک شیطانی وسوسہ اور اس کا مکر و فریب ہے ان باتوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انسان شرک میں گرفتار ہو کر جہنمی بن جاتا ہے اور شیطانی جال میں اس بُری طرح سے پھنس جاتا ہے کہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے مگر رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ — اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(اعراف ۱۸۹، ۱۹۰)

اس کی بیوی پیدا کی تاکہ اس سے چین پائے پھر جب اس نے اس سے ہم بستری کر لی تو اس کو حمل رہ گیا وہ اسے لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب بھاری ہو گئی تو دونوں نے اللہ کو جوان کا رب ہے پکارا کہ اگر تو ہمیں نیک اولاد دے گا ہم تیرے شکر گزار ہونگے پھر جب اس نے ان کو نیک بچہ دیا تو اس بچے میں اللہ کے شریک بنانے لگے۔ ان کے شرک سے اللہ بلند و برتر ہے۔

یعنی شروع میں بھی اللہ ہی نے انسان کو بنایا۔ اسے بیوی دی اور دونوں میں محبت پیدا کی۔ پھر جب اولاد کی امید ہوئی تو دونوں اللہ سے دعائیں مانگنے لگے کہ اگر صحیح سالم اور تندرست بچہ پیدا ہو جائے تو ہم خدا کا بہت ہی احسان مانیں گے پھر جب حسبِ خواہش بچہ پیدا ہو گیا تو غیر اللہ کو ماننے لگے۔ اور ان کی نذر و نیاز کرنے لگے۔ کوئی بچہ کو کسی کی قبر پر لے گیا۔ کوئی تھان پر۔ کسی نے کسی کے نام کی چوٹی رکھ لی۔ کسی نے بدھی پہنا دی اور کسی نے بیڑی ڈال دی۔ کسی نے کسی کا فقیر بنا دیا اور نام بھی رکھے تو شرکیہ جیسے نبی بخش، علی بخش، پیر بخش، سیتلا بخش، گنگا بخش، جمنا داس وغیرہ۔ اللہ تو ان نیازوں سے بے پرواہ ہے مگر ان نادانوں کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ ۱۳۶

(انعام ۱۳۶)

اور مشرک ان چیزوں میں سے جو اللہ نے پیدا کی ہیں یعنی کھیتی اور جانوروں میں ایک حصہ مقرر کر چکے ہیں اور اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ پھر جو ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ کو نہیں پہونچتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شرکاء کو مل جاتا ہے یہ جو فیصلہ کر رہے ہیں بڑا ہے۔

یعنی تمام غلے اور جانور اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں پھر مشرک جس طرح ان میں سے خدا کی نیاز نکالتے ہیں اسی طرح غیراللہ کی بھی نیاز نکالتے ہیں جبکہ غیراللہ کی نیاز میں جوادب واحترام بجالاتے ہیں وہ اللہ کی نیاز میں نہیں بجالاتے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (انعام ۱۳۹)

کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہے اسے کوئی نہ کھائے علاوہ اس کے جسے ہم چاہیں محض اپنے خیال سے، بعض جانوروں کی سواری منع ہے اور بعض جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب اللہ پر بہتان ہے وہ ان کے بہتان کی جلدی سزا دے دیگا۔

یعنی لوگ محض اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چیز اچھوتی ہے اس کو فلاں شخص کھا سکتا ہے بعض جانوروں کو لادتے نہیں اور سواری بھی نہیں کرنے دیتے کہ یہ فلاں کی نیاز کا جانور ہے اس کا ادب کرنا چاہیئے اور بعض جانوروں کو غیراللہ کے نام پر نامزد کر دیتے ہیں کہ ان کاموں سے اللہ خوش ہوگا اور مرادیں برلائے گا مگر ان کے یہ خیالات وافعال جھوٹے ہیں جن کی وہ ضرور سزا پائیں گے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔ (مائدہ ۱۰۳)

اللہ نے نہ بحیرہ کو نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو جائز قرار دیا لیکن کافر اللہ پر طوفان اٹھاتے ہیں اور اکثر ناسمجھ ہیں۔

جو جانور کسی کے نام کا نامزد کر دیا جاتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا اس کو بحیرہ کہتے تھے سانڈ کو سائبہ کہا جاتا تھا۔ جس جانور کے بارے میں یہ منت مانی جاتے کہ اس کا بچہ نر پیدا ہوا تو اس کو نیاز میں دے دیا جائے گا پھر اس کے نر اور مادہ دونوں پیدا ہوتے تو نر کو بھی نیاز میں نہ دیتے ان دونوں بچوں کو وصیلہ کہا جاتا تھا اور جس جانور سے دس بچے پیدا ہو جاتے تھے اس پر سوار ہونا اور لادنا چھوڑ دیتے تھے اس کو حامی کہا جاتا

تھا۔ فرمایا یہ باتیں شرعی نہیں ہیں رسمی ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی جانور کو کسی کے نام کا ٹھہرا دینا اور اس پر اس کی علامت لگا دینا اور یہ مقرر کرنا کہ فلاں کی نیاز گائے، فلاں کی بکری اور فلاں کی مرغی ہی ہوتی ہے یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ	جھوٹ نہ کہو جس کو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں
الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ	کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر
لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ	جھوٹ باندھو۔ یقین مانو جو لوگ اللہ پر جھوٹ
یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ۔	باندھتے ہیں وہ فلاح کو نہیں پہنچتے۔ (نحل ۱۱۶)

یعنی اپنی طرف سے حلال و حرام مقرر نہ کرو یہ خدا ہی کی شان ہے اور اس طرح کہنے سے اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ یہ خیال کرنا کہ اگر فلاں کام اس طرح کیا جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا ورنہ اس میں گڑبڑ ہو جائے گی غلط ہے کیونکہ خدا پر جھوٹ باندھ کر انسان کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ محرم میں پان نہ کھایا جائے، لال کپڑے نہ پہنے جائیں، حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ ان کی نیاز میں فلاں فلاں ترکاریوں کا ہونا ضروری ہے۔ مسّی بھی ہو، حنا بھی ہو۔ اس کو لونڈی، وہ عورت جس کا شوہر ہو، نیچ قوم اور بدکار نہ کھائے۔ شاہ عبدالحق صاحب کا تحفہ حلوہ ہی ہے اس کو احتیاط سے بناؤ اور حقہ پینے والے کو نہ کھلاؤ۔ شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی ہے۔ بوعلی قلندر کی نیاز سویاں اور اصحابِ کہف کی گوشت روٹی ہے۔ شادی کے موقعہ پر فلاں فلاں اور موت و غمی کے موقعہ پر فلاں فلاں رسموں کا انجام دینا ضروری ہے۔ شوہر کی موت کے بعد نہ شادی کرو، نہ شادی میں بیٹھو نہ اچار ڈالو۔ فلاں نیلا کپڑا اور فلاں سُرخ کپڑا نہ پہنو، شرک و کفر ہے۔ مشرک اللہ کی شان میں اپنا دخل دیتے ہیں اور اپنی الگ شریعت گھڑ رہے ہیں۔

عَنْ زَیْدِ ابْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا	زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک دن حدیبیہ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ	میں رات کی بارش کے بعد رسول اللہ صلعم نے

الصُّبحِ بِالحُدَيبِيَةِ عَلٰى اِثرِ سَمَاءٍ كَانَت مِنَ اللَّيلِ فَلَمَّا انصَرَفَ اَقبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَل تَدرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُم قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَعلَمُ قَالَ قَالَ اَصبَحَ مِن عِبَادِي مُؤمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي فَاَمَّا مَن قَالَ مُطِرنَا بِفَضلِ اللّٰهِ وَرَحمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَن قَالَ مُطِرنَا بِنَوءِ كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤمِنٌ بِالكَوَاكِبِ۔

ہم کو صبح کی نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ اس نے کہا کہ میرے بندوں نے صبح کی کچھ تو مومن تھے اور کچھ کافر تھے جس نے کہا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور تاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں تارے سے بارش ہوئی۔ اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری مسلم)

یعنی جو شخص کائنات میں مخلوق کی تاثیر سمجھتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے منکروں میں شمار فرماتا ہے کہ وہ ستارہ پرست ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ سارا کارخانہ خدا کے حکم سے چل رہا ہے وہ اس کا مقبول بندہ ہے ستارہ پرست نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعتوں کے ماننے، اچھی بُری تاریخوں کے یا دن کے پوچھنے اور نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا در کھلتا ہے کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے اور نجوم کا ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقتَبَسَ بَابًا مِن عِلمِ النُّجُومِ بِغَيرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقتَبَسَ شُعبَةً مِنَ السِّحرِ المُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَالكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ۔ (رزین)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے علم نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا بغیر ایسی صورت کے جو اللہ نے بیان کی ہے، تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے، اور جادوگر کافر ہے۔

یعنی قرآن پاک میں تاروں کا بیان ہے کہ ان سے خدا کی قدرت و حکمت معلوم

Scanned with OKEN Scanner

ہوتی ہے، ان سے آسمان کی خوبصورتی ہے اور ان سے شیطان کو مار مار کر بھگا دیا جاتا ہے یہ بیان نہیں ہے کہ انہیں کارخانۂ قدرت میں دخل ہے۔ دنیا کی بھلائی برائی انہیں کے اثرات ہیں۔ اب اگر کوئی تاروں کے پہلے فوائد چھوڑ کر یہ کہے کہ انہیں کی تاثیرات عالم میں کار فرما ہے اور غیب کا دعوے کرے۔ جس طرح جاہلیت میں جنوں سے پوچھ پوچھ کر کاہن غیب کی باتیں بیان کیا کرتے تھے اسی طرح نجومی تاروں سے معلوم کرکے بتاتے ہیں گویا کاہن، نجومی، رمّال، جفّار سب کی ایک ہی راہ ہے۔ کاہن جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی گانٹھتا ہے اور جنوں سے دوستی ان کو مانے بغیر پیدا نہیں ہوتی جب ان کو پکارا جائے اور بھوگ دیا جائے تو دوستی پیدا ہوتی ہے۔ لہذا یہ کفر و شرک کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُقْبَلُ صَلَاتُهُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا جو خبریں بتانے والے کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم)

یعنی جو شخص غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہے اگر اس سے کسی نے جا کر کچھ پوچھ لیا تو اس کی چالیس دن تک عبادت قابل قبول نہیں رہی کیونکہ اس نے شرک کیا اور شرک عبادتوں کا نور مٹا دیتا ہے۔ نجومی، رمّال، جفّار، فال کھولنے والے۔ نامہ نکالنے والے اور کشف و استخارے والے سب عرّاف میں داخل ہیں۔

عَنْ قَبِيْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ۔

حضرت قبیصہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ شگون لینے کے لئے جانور اڑانا، فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور بدشگونی کفر میں سے ہے۔

عرب میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور ان کا شگون پر بڑا اعتقاد تھا اس لئے آپ نے کئی بار فرمایا کہ یہ شرک ہے تاکہ لوگ باز آجائیں۔

Scanned with OKEN Scanner

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ھَامَۃَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَاِنْ تَکُنِ الطِّیَرَۃُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَۃِ۔ (ابوداؤد)

حضرت سعد بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہ الو ہے نہ کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز میں نحوست ہے اور اگر نحوست ہوتی تو عورت گھر اور گھوڑے میں ہوتی۔

عرب کا عقیدہ تھا کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے اس کی کھوپڑی میں سے الو نکل کر فریاد کرتا پھرتا ہے اس کو ہامہ کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ معلوم ہوا کہ تناسخ بھی قطعی بے بنیاد ہے۔ عرب میں بعض بیماریوں کے جیسے کھجلی، کوڑھ وغیرہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ ایک دوسرے کو لگ جاتے ہیں۔ فرمایا یہ بات بھی غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں میں جو یہ بات عام طور پر مروج ہے کہ چیچک والے سے پرہیز کرتے ہیں اور بچوں کو اس کے پاس جانے نہیں دیتے یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیئے۔

لوگوں میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ فلاں کام فلاں کو نامبارک ہے، راس نہیں آیا، یہ بھی غلط ہے فرمایا کہ اگر اس بات کا کچھ اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے گھر، گھوڑا، عورت یعنی یہ چیزیں کبھی نامبارک ثابت ہوتی ہیں مگر ان کی نامبارکی معلوم کرنے کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ شیر دہاں گھر، ستارہ پیشانی گھوڑا اور کل چھبی عورت نحس ہوتی ہے بے سند بات ہے مسلمانوں کو ان باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر نیا مکان یا گھوڑا خریدا جائے یا عورت سے شادی کی جائے تو اللہ ہی سے اس کی بھلائی مانگیں، اور اسی سے اس کی برائی سے پناہ مانگیں

باقی اور چیزوں میں یہ خیال نہ کریں کہ فلاں کام راس آیا اور فلاں نہیں آیا۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہ چھوت چھات ہے نہ الو ہے اور نہ صفر ہے۔

عرب والے جوع الکلب کی بیماری بلا کا اثر خیال کیا کرتے تھے کہ اس کے پیٹ میں کوئی بلا گھسی ہوئی ہے جو غذا چٹ کر جاتی ہے اسی لئے اس غریب کا پیٹ نہیں بھرتا اس بھوت کا نام صفر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ محض واہمہ ہے بھوت ووت کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ بیماریاں بلا کے اثرات سے نہیں ہوتیں۔ بعض لوگ بعض بیماریوں کو بلا کا اثر خیال کرتے ہیں جیسے مبتلا، مسانی، براہی وغیرہ مگر یہ بات غلط ہے۔ جاہلیت میں ماہ صفر کو نحس خیال کرتے تھے اور اس میں کوئی نیا کام نہیں کرتے تھے یہ بھی غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ صفر کے تیرہ دنوں کو نحس سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں بلائیں اترتی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام بھی تیرہ تیزی رکھا گیا کہ ان کی تیزی سے کام بگڑ جاتے ہیں غلط ہے اسی طرح کسی چیز کو، یا تاریخ کو یا دن کو یا ساعت کو نحس سمجھنا سب شرک کی باتیں ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ فَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَ تَوَكُّلًا عَلَیْهِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ پیالہ میں رکھ کر فرمایا۔ اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کر کے کھاؤ۔

یعنی ہمارا اعتماد و توکل اللہ پر ہے وہ جسے چاہے بیمار کر دے اور جسے چاہے تندرست کر دے ہم کسی کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کے لگ جانے کو نہیں مانتے۔

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک دیہاتی نے آکر کہا لوگ

جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَ
هَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا
فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ
بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا
زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ
اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهٗ لَا
يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ شَانُ اللّٰهِ
اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا
اللّٰهُ اِنَّ عَرْشَهٗ عَلٰى سَمٰوٰتِهٖ هٰكَذَا
وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ
وَاِنَّهٗ لَيَئِطُّ بِهٖ اَطِيْطَ الرَّحْلِ
بِالرَّاكِبِ۔ (ابوداؤد)

مشقت میں پڑ گئے۔ بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں جانور ہلاک ہو گئے۔ آپ ہمارے لئے اللہ سے بارش کی دعا مانگیں۔ ہم اللہ تع کے پاس آپ کو شفیع بنانا چاہتے ہیں۔ فرمایا سُبحان اللہ سُبحان اللہ یعنی اللہ نرالا ہے۔ آپ اتنی دیر تک اللہ کی پاکی بیان کرتے رہے کہ صحابہ کے چہروں میں اس کا اثر محسوس ہونے لگا۔ پھر فرمایا نادان اللہ پاک کسی سے سفارش نہیں کرتا اس کی شان اس سے بلند و برتر ہے نادان جانتا ہے اللہ کیا ہے اس کا عرش اس کے آسمانوں پر اس طرح ہے۔ اور انگلیوں سے گنبد کی طرح بتایا اس کی وجہ سے وہ چرچرا رہا ہے۔ جس طرح اونٹ کی کاٹھی سوار کے بوجھ سے چرچراتی ہے

یعنی ایک دفعہ عرب میں قحط پڑ گیا۔ بارش بند ہو گئی۔ ایک دیہاتی نے آپ کے پاس آ کر لوگوں کی حالتِ زار بیان کی اور آپ سے دعا کو کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی سفارش اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں۔ یہ بات سُن کر آپ خدا کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ کی زبان پر خدا کی بڑائی کے کلمات آ گئے حاضرین مجلس کے چہروں پر خدا کی عظمت سے تغیر کے آثار پیدا ہو گئے۔ پھر آپ نے اس گنوار کو سمجھایا کہ اختیار تو مالک ہی کا ہے اگر مالک سفارش کی وجہ سے کام کر دے تو اس کی مہربانی ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ ہم اللہ کو پیغمبر کے پاس سفارشی بنا کر لائے تو گویا مالک و مختار پیغمبر کو بنا دیا گیا حالانکہ یہ شان خدا کی ہے آئندہ اس قسم کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا۔ خدا کی شان بہت ہی بڑی ہے تمام انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کمتر ہیں۔ تمام آسمان اور زمین اس کا عرش ایک گنبد

کی طرح گھیرے ہوئے ہے۔ عرش باوجودیکہ اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اس شہنشاہ کی عظمت کو نہیں سنبھال سکتا اور چرچرا رہا ہے مخلوق کے تصور میں اس کی عظمت نہیں آسکتی اور اس کی عظمت کو اپنے خیالات سے ادا بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے کام میں دخل دینا اور اس کی عظیم سلطنت میں ہاتھ ڈالنا تو درکنار وہ شہنشاہ بلا فوج اور لشکر کے اور بلا وزیر و مشیر کے ایک آن میں کروڑہا کام کر دیتا ہے بھلا وہ کس کے پاس اگر سفارش کر سکتا ہے اور کون اس کے سامنے مختار بن سکتا ہے۔ سبحان اللہ تمام انسانوں میں سب سے افضل انسان محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلعم کی تو یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے ایک نامعقول بات نکل گئی تو آپ کے دہشت کے مارے ہوش اڑ گئے اور آپ عرش سے تا فرش اللہ کی جو عظمت بھری ہوئی ہے اس کا بیان کرنے لگے۔ ان لوگوں کو کیا کہا جائے جو اُس سے بھائی بندی کا سا یا دوستی کا سا رشتہ سمجھ رہے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے رب کو ایک کوڑی میں خرید لیا۔ کوئی کہتا ہے میں رب سے دو برس بڑا ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا رب میرے پیر کی صورت کے علاوہ اور صورت میں ظاہر ہو تو کبھی اسے نہ دیکھوں اور کسی نے یہ شعر کہا ہے ؎

دل از مہر محمد ریش دارم   رقابت با خدائے خویش دارم

میرا دل محمد صلعم کی محبت سے زخمی ہے۔ میں اپنے خدا سے رقابت رکھتا ہوں۔
اور کسی نے کہا ؎

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

خدا کے ساتھ دیوانہ اور محمد صلعم کے ساتھ ہوشیار رہ۔

کوئی حقیقت محمدیہ کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے۔ خدا کی پناہ، خدا کی پناہ۔ ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا۔ قرآنِ پاک کے ہوتے ہوئے ان کی عقلوں پر پتھر کیوں پڑ گئے۔ یہ گمراہیاں اللھم احفظنا۔ اللھم احفظنا۔ آمین۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم گشت از فضل رب

Scanned with OKEN Scanner

ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں ۔ بے ادب رب کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے۔

لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو۔ یہ شرک ہے اور کھلا شرک اللہ پاک مسلمانوں کو اس سے بچائے آمین۔ ایسا لفظ منہ سے نہ نکالو جس سے شرک ٹپکتا ہو یا بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو۔ حق تعالےٰ کی یہ بہت بڑی شان ہے ۔ وہ کمال بے زوال شہنشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لینا اور ایک بات میں بخش دینا اسی کا کام ہے یہ کہنا سراسر بے ادبی ہے کہ بظاہر بے ادبی کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس سے کوئی دور کے معنے مراد ہیں۔ کیونکہ خدا کی ذات پہیلیوں سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی بزرگ سے ٹھٹھا کرنے لگے تو دنیا اس پر تھو تھو کرے گی یا نہیں کہ اس کام کے واسطے دوست اور آشنا ہیں نہ کہ باپ اور بادشاہ ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمہارے بہت ہی پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

اللہ کا بندہ یا رحمٰن کا بندہ کتنا پیارا نام ہے انہیں ناموں میں عبدالقدوس، عبدالجلیل عبدالخالق، خدا بخش، اللہ دیا، اللہ داد وغیرہ داخل ہیں جن میں اللہ کی طرف نسبت پیدا ہوتی ہے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ يُكَنُّوْنَهُ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنٰى اَبَا الْحَكَمِ۔

حضرت ہانی کا بیان ہے کہ جب میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا تو آپ نے ان سے سنا کہ مجھے میرے ساتھی ابوالحکم کہہ کر آواز دیتے ہیں۔ آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ حکم اللہ کا ہے۔ حکم اسی کا ہے۔ تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں رکھی گئی ہے ۔ (ابوداود۔ نسائی)

Scanned with OKEN Scanner

یعنی ہر فیصلہ کا چکا دینا اور جھگڑے کا مٹا دینا اللہ ہی کی شان ہے جس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ وہاں اگلے پچھلے سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے ایسی کسی مخلوق میں طاقت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اسے کسی غیر کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ مثلاً شہنشاہ خدا ہی کو کہا جائے سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے۔ یہ جملہ خدا ہی کی شان میں بولا جا سکتا ہے۔ اسی طرح معبود، بڑا دانا بے پرواہ وغیرہ الفاظ خدا ہی کی شان کے لائق ہیں۔

عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ شَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ۔	حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا یوں نہ کہو جو کچھ اللہ نے چاہا اور محمد نے چاہا بلکہ یوں کہو جس کو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ نے چاہا (شرح السنۃ)

یعنی شان الوہیت میں کسی مخلوق کا دخل نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب کیوں نہ ہو مثلاً یوں نہ کہا جائے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو کام ہو جائے گا کیونکہ دنیا کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا اگر کوئی شخص پوچھے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے۔ یا فلاں کی شادی کب ہوگی یا فلاں درخت پر کتنے پتّے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانیں کیونکہ غیب کی بات کی اللہ ہی کو خبر ہے رسول کو خبر نہیں۔ اگر دینی باتوں میں یہ لفظ بول دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ نے اپنے رسول کو دین کی ہر بات بتا دی ہے اور لوگوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (ترمذی)	حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرما رہے تھے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ	حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْتِ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ۔ (مسلم)

صلعم نے فرمایا کہ بتوں کی قسمیں نہ کھاؤ، اور نہ باپوں کی قسمیں کھاؤ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْھٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْلِیَصْمُتْ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ پاک تم کو باپ دادا کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے جو شخص قسم کھائے تو اللہ کی کھائے ورنہ خاموش رہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ نے نبی صلعم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جس نے (سبقت لسانی کے طور پر) لات و عزیٰ کی قسم کھائی اسے لاالٰہ الا اللہ کہہ لینا چاہیے۔

زمانہ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھائی جاتی تھیں۔ اسلام میں اگر کسی مسلمان کے منہ سے عادت کے مطابق غیر شعوری طور پر بتوں کی قسم نکل جائے تو فوراً لاالٰہ الا اللہ پڑھ کر توحید کا اقرار کرلیں معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی قسم نہ کھائی جائے۔ اگر غیر شعوری طور پر غیر اللہ کی قسم زبان سے نکل جائے تو فوراً توبہ کی جائے مشرکوں میں جن کی قسمیں کھائی جاتی ہیں ان کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاکٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ فِیْھَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَھَلْ کَانَ فِیْھَا عِیْدٌ مِّنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ثابت بن ضحاک کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عہد رسالت میں یہ نذر مانی کہ بوانہ جا کر اونٹ نحر کروں گا۔ پھر رسول اللہ صلعم کے پاس آکر آپ کو اپنی نذر کی خبر کی۔ فرمایا جاہلیت کے تھانوں میں سے کوئی تھان تو وہاں نہیں تھا؟ صحابہ نے کہا نہیں۔ فرمایا وہاں کوئی تہوار تو نہیں منایا جاتا بولے نہیں فرمایا اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔ (ابوداؤد)

اس نذر کو پورا کرنا منع ہے جس میں اللہ کا گنہ ہوتا ہو۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننا گناہ ہے ایسی منت کو پورا نہیں کرنا چاہیئے (اور کفارہ دے دینا چاہیئے) کیوں کہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اسے پورا کرنا اور گناہ پر گناہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ غیر اللہ کے نام پر جانور چڑھائے جاتے ہوں یا غیر اللہ کی پوجا پاٹ ہوتی ہو یا جمع ہو کر شرک کیا جاتا ہو وہاں اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لے جایا جائے اور ان میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے خواہ اچھی نیت ہو یا بری کیونکہ ان میں شرکت خود مستقل بری بات ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ اَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ نَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر آپ کو سجدہ کیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔

یعنی تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بہت بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو باقی سب کا مالک اللہ ہے عبادت اسی کی کرنی چاہیئے معلوم ہوا کہ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالےٰ نے انہیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے ہمیں ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے کیونکہ ہم چھوٹے ہیں لہٰذا ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرو اور انہیں خدا نہ بناؤ اور

یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بزرگوں کی تعظیم درخت اور جانور بھی کرتے ہیں چنانچہ بعض درگاہوں پر شیر، بعض پر ہاتھی اور بعض پر بھیڑیئے حاضر ہوتے ہیں لیکن انسانوں کو ان کی ریس نہیں کرنی چاہیئے۔ انسان خدا کی بتائی ہوئی تعظیم کر سکتا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا مثلاً قبروں پر مجاور بن کر رہنا شرع شریف میں نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز مجاور نہ بنا جائے گو اس قبر پر دن رات شیر بیٹھا رہتا ہو کیونکہ آدمی کو جانور کی حرص لائق نہیں ہے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّىْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِىْ اَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِىْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا۔ (ابو داود)

حضرت قیس بن سعد کا بیان ہے کہ میں شہر حیرہ میں گیا میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے راجہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا بلاشبہ رسول اللہ صلعم سجدہ کئے جانے کے حقدار ہیں چنانچہ میں نے آپ کے پاس آکر کہا کہ میں نے حیرہ میں لوگوں کو راجہ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں فرمایا بھلا بتا تو سہی کہ اگر تو میری قبر پر گزرے تو کیا تو اسے سجدہ کرے گا۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا تو ایسا خیال مت کرو۔

یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوشِ لحد میں جا سوؤں گا پھر میں سجدہ کے لائق نہ ہوؤں گا۔ سجدہ کے لائق تو وہی پاک ذات ہے جو لازوال ہے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو روا ہے اور نہ مردہ کو۔ اور نہ کسی قبر کو روا ہے اور نہ کسی تھان کو۔ کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرا ہوا بھی کبھی زندہ تھا اور بشر تھا پھر مرکر خدا نہیں ہوا بندہ ہی ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

Scanned with OKEN Scanner

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَ أَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَاءِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلٰكُمُ اللّٰهُ۔ (مسلم)

مسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عبدی وامتی (میرا بندہ۔ میری بندی) نہ کہے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ غلام اپنے سید کو اپنا مالک مت کہے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے۔

معلوم ہوا کہ غلام کو بھی آپس میں ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ میں فلاں کا بندہ ہوں اور فلاں میرا مالک ہے۔ پھر خواہ مخواہ بندہ بننا عبدالنبی، بندہ علی، بندہ حضور، پرستار خاص، امرد پرست، زن پرست، پیر پرست خود کو کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدائیگان اور داتا کہہ دینا کس قدر بے جا ہے اور کتنی بڑی گستاخی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان اور مال کے مالک ہو۔ ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو کرو یہ سب باتیں محض جھوٹ اور شرک پر مبنی ہیں۔

عَنْ عُمَرَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے حد سے مت بڑھانا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو حد سے بڑھا دیا میں تو محض اس کا بندہ ہی ہوں تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

یعنی حق تعالےٰ نے مجھے جن خوبیوں اور کمالات سے نوازا ہے وہ سب بندہ اور رسول کے کہہ دینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے لئے رسالت سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر بشر رسول بن کر بھی بشر ہی رہتا ہے، بندہ ہونا ہی اس کے لئے سبب فخر ہے۔ نبی بن کر بشر میں خدائی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا بشر کو بشریت ہی کے مقام پر رکھو۔ عیسائیوں کی طرح نہ بنو کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو بشریت سے نکال کر جا سے

الوہیت بنا دیا جس سے یہ لوگ کافر اور مشرک بن گئے اور خدا کا قہر و عتاب ان پر نازل ہوا۔ اسی لئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت سے فرمایا کہ عیسائیوں کی سی چال نہ چلنا اور میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ خدا نخواستہ مردود بارگاہ ایزدی ہو جاؤ لیکن ہزار افسوس کہ اس امت کے بے ادبوں نے آپ کا کہنا نہیں مانا اور عیسائیوں کی سی چال چلنا شروع کر دی ۔ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روپ میں ظاہر ہوا تھا وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے خدا ہیں ۔ بعض گستاخوں نے سرکارِ رسالت کی شان میں بعینہٖ ایسا ہی کہا ہے ؎

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و مے رفت
ہر قرن کہ دیدی در عاقبت آن شکل عرب وار برآمد

دارای جہاں شد — یعنی پیغمبروں کے روپ میں ہر زمانے میں خدا ہی آتا جاتا رہا اخیر میں وہ عرب جیسی شکل میں آ کر جہاں کا بادشاہ بن گیا ۔

کسی نے یہ کہا ہے ؎

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل | سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را
تا مجمع امکان و وجوبت نہ نوشتند | مورد متعین نہ شد اطلاق اعم را

یعنی آپ حادث بھی ہیں اور قدیم بھی ، ممکن بھی ہیں اور واجب بھی ۔ خدا کی پناہ خدا کی پناہ ۔ ایسے کلمے بولے جاتے ہیں جو نہ آسمان سے اٹھ سکیں اور نہ زمین سے اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھ دے ۔ آمین ۔

بلکہ بعض کذابوں نے ایک حدیث تراش کر خود پیغمبر اسلام کی طرف منسوب کر دی کہ آپ نے فرمایا ۔ انا احمد بلا میم میں بلا میم کا احمد ہوں یعنی میں احد ہوں اسی طرح لوگوں نے ایک لمبی چوڑی عربی عبارت کا نام خطبۃ الافتخار رکھا اور حضرت علی کی طرف منسوب کر دیا ۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم (اے خدا تو ہر طرح کے شرک سے پاک ہے تجھ پر بڑا بھاری طوفان اٹھایا گیا ہے) خدا دند احق کا بول بالا ہو اور جھوٹوں

کا منہ کالا ہو۔ آمین

جیسے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو دونوں جہان کا اختیار ہے اگر کوئی ان کو مان کر ان سے التجا کرتا رہے تو اسے خدا کی عبادت کی ضرورت نہیں گناہ اس کے ایمان میں خلل نہیں ڈالتا اس کے حق میں حرام و حلال کا امتیاز اٹھ جاتا ہے وہ خدا کا سانڈ بن جاتا ہے جو چاہے کرے حضرت عیسیٰؑ آخرت میں اس کی سفارش کر کے خدا کے عذاب سے چھڑا لیں گے۔ جاہل مسلمان بعینہٖ یہی عقیدہ پیغمبر اسلام کے بارے میں رکھتے ہیں بلکہ اماموں اور اولیاؤں کے حق میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ ہر مشائخ کے حق میں ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰہُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِکُمْ فَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ۔

حضرت مطرف بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں بھی رسول اللہ صلعم کے پاس عامری وفد میں گیا ہم نے کہا آپ ہمارے سید ہیں فرمایا سید اللہ ہے پھر ہم نے کہا آپ ہم میں افضل ہیں اور بڑے ہیں فرمایا ہاں یہ ساری یا بعض بات کہہ سکتے ہو۔ کہیں شیطان تم کو گستاخ نہ بنا دے۔ (ابوداؤد)

یعنی کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیئے۔ اس کی انسان ہی کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہیں شان الوہیت میں بے ادبی نہ ہو جائے۔ سید کے دو معنی ہیں (۱) خود مختار مالک کل جو کسی کا محکوم نہ ہو آپ جو چاہے کرے یہ شان خدا ہی کی ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے خدا کے علاوہ کوئی سید نہیں۔ (۲) پہلے حاکم کا حکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں تک پہونچے۔ جیسے چودھری، زمیندار، اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے ہم عصر لوگوں کا، ہر

مجتہد اپنے ماننے والوں کا - ہر بزرگ اپنے عقیدت مندوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا سید ہے کہ یہ بڑے بڑے حضرات پہلے حکم پر خود عامل ہوتے ہیں پھر اپنے چھوٹوں کو سکھاتے پڑھاتے ہیں اِس لحاظ سے ہمارے محبوب نبی صلعم تمام جہان کے سید ہیں - خدا کی نگاہ میں آپ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے - آپ سب سے زیادہ احکام شرعیہ کے پابند تھے، اور خدا کا دین سیکھنے میں لوگ آپ ہی کے محتاج ہیں - اس معنیٰ کے لحاظ سے آپ کو سارے جہان کا سردار کہا جا سکتا ہے بلکہ کہنا چاہیے اور پہلے معنے کے لحاظ سے ایک چیونٹی کا سردار بھی آپ کو نہ مانا جائے کیونکہ آپ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف کے مختار نہیں -

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ -

(بخاری)

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک غالیچہ خریدا جس میں تصویریں تھیں جب اس کو رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو آپ دروازے ہی پر کھڑے رہے اندر نہیں آئے - فرماتی ہیں میں نے آپ کے چہرے سے کراہت محسوس کی میں نے کہا یا رسول اللہ میری توبہ ہے میں نے کیا گناہ کیا ہے فرمایا یہ غالیچہ کیسا ہے - فرماتی ہیں میں نے کہا میں نے اس کو آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں فرمایا ان تصویروں والوں پر قیامت کے دن یہ عذاب ہوگا کہ ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرو فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے -

Scanned with OKEN Scanner

چونکہ اکثر مشرک مورتیاں پوجتے ہیں اس لئے فرشتوں اور نبیوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے اس لئے فرشتے نہیں آتے۔ تصویر بنانے والوں پر عذاب ہوگا کہ سامانِ بت پرستی مہیا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تصویر خواہ پیغمبر کی ہو یا امام کی۔ ولی کی ہو یا قطب کی اور پیر کی ہو یا مرید کی بنانی حرام ہے اور اس کا رکھنا بھی حرام ہے جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں اور بطور تبرک اپنے پاس رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہ اور مشرک ہیں۔

پیغمبر اور فرشتے ان سے گھن کرتے ہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی تصویر کو گندہ سمجھ کر اپنے گھر سے دور کردے تاکہ رحمت کے فرشتے بھی اس گھر میں آئیں جائیں اور گھر میں برکت ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ۔ (بیہقی)

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے نبی کو یا جس کو نبی نے قتل کیا یا اس کو جس نے اپنے باپ کو یا ماں کو قتل کیا اور تصویریں بنانے والوں کو اور اس عالم کو بھی جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے۔

یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہوں میں داخل ہے غور کرو کہ یزید اور شمر نے پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو مارا جو امام وقت تھے اور آپ کے خلیفہ تھے تو جو گناہ شمر کو اور یزید کو ہوگا اس سے بڑھ کر گناہ تصویریں بنانے والوں کو ہوگا کیونکہ ان کو قاتلِ پیغمبر کا سا گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ نے فرمایا ہے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری طرح

يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً ۔ (بخاری مسلم)

پیدا کرنے کی ریس کرے سو بھلا کر ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جَو تو پیدا کر کے دکھائیں ۔

یعنی مصور در پردہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح چیزیں پیدا کرنا چاہتا ہے ۔ یہ بڑا گستاخ اور کذاب ہے ایک دانہ تک بنانے کی قدرت نہیں نقل اتارتا ہے ۔ نقال ملعون پر خدا کی لعنت ہے ۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اُرِيْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيَ الَّتِيْ اَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (رزین)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبہ سے آگے بڑھاؤ جس پر اللہ پاک نے مجھے رکھا ہے میں محمد ہوں ۔ عبد اللہ کا بیٹا ہوں اور اللہ کا رسول ہوں ۔

یعنی جس طرح اور بڑے لوگ اپنی تعریف میں مبالغہ سے خوش ہوتے ہیں مجھے اپنی تعریف میں مبالغہ ذرہ برابر بھی پسند نہیں ۔ اُن لوگوں کو تو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا خواہ دین رہے یا نہ رہے لیکن پیغمبر اسلام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنی امت پر بڑے شفیق و مہربان ہیں آپ کو رات دن یہی فکر دامنگیر تھا کہ امّت کا دین سنور جائے ۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میرے امتی مجھ سے بڑی محبت کرتے ہیں اور میرے بہت ہی احسان مند ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ محب محبوب کے خوش کرنے کو آسمان اور زمین کے قلابے ملایا کرتا ہے ایسا نہ ہو یہ تعریف میں حد سے بڑھ جائیں جس سے خدا کی شان میں بے ادبی ہو جائے ، جس سے ان کا دین غارت ہو جائے اور میری ناخوشی بھی واجب ہو جائے اس لئے آپ نے فرمایا کہ مجھے مبالغہ پسند نہیں ۔ میرا نام محمدؐ ہے میں خالق یا رزّاق نہیں ، میں عام لوگوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور میرا شرف بندہ ہونے ہی میں ہے البتہ عوام سے میں اس بات میں جدا ہوں کہ میں اللہ کے احکام کو جانتا ہوں لوگ نہیں جانتے ۔ لہٰذا انھیں مجھ سے اللہ کا دین سیکھنا چاہیئے

Scanned with OKEN Scanner

اے ہمارے آقا رحمۃ للعالمین پر رحمت وسلامتی کی بارش فرما۔ جس طرح آپ نے ہم جیسے جاہلوں کو دین سکھانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں ان کی قدردانی کرنے والا تو ہی ہے۔ ہم تیرے عاجز دبے بس بندے ہیں ہمارے اختیار میں کچھ نہیں۔ جس طرح تو نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے شرک و توحید کا مطلب خوب سمجھایا۔ لا الٰہ الاّ اللہ کے تقاضوں سے خوب خبردار کیا اور مشرکوں سے نکال کر موحد و پاک صاف بنایا، اسی طرح اپنے فضل وکرم سے ہمیں بدعت وسنت کے معنی اچھی طرح سمجھا۔ کلمہ محمد رسول اللہ کے تقاضوں سے آگاہ فرما، اور بدعتیوں اور ملحدوں سے نکال کر ہمیں پاک سُنّی اور تابعدار حدیث و قرآن بنا۔ آمین ثم آمین۔

واخردعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

فہرست مضامین

توحید کا بیان (اس باب میں پانچ فصلیں ہیں) ۵
پہلی فصل۔ شرک کی بُرائی۔ توحید کی خُوبیاں۔ ۱۴
فصل ثانی۔ شرک فی العلم کی تردید۔ ۲۲
فصل ثالث۔ شرک فی التصرف کی تردید ۲۹
فصل رابع۔ شرک فی العبادت کی تردید ۳۹
فصل خامس۔ شرک فی العادات کی تردید ۴۹

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

——— جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ؟

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا :

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)